THE
SENATE OF PAKISTAN
DEBATES

OFFICIAL REPORT

Monday, the January 20, 2014
(100th Session)
Volume I, No.08
(Nos. 01- 08)

CONTENTS

		Pages
1.	Recitation from the Holy Quran……………………	1
2.	Leave of Absence…………………………………..	2-3
3.	Legislative Business: The Domestic workers (Employment Rights Bill, 2013……………………	4-8
	The Protection Against Harassment of women at Workplace (Amendment) Bill 2014………………..	9
4.	Killings of Journalists in Karachi, Armymen in Bannu and Rawalpindi..	10
	The Trade Organization (Amendment) Bill, 2014…..	11
5.	Further Discussion on Commenced Motion moved by Mr. Farhatuallah Babar on Recent Pronouncements of the Council of Islamic ideology...	11
	• Senator Hafiz Hamadullah ……………………..	18
	• Senator Col. (R) Syed Tahir Hussain Mashhadi...	19-23
	• Senator Prof. Sajid Mir………………………..	24-27
	• Senator Sardar Ali Khan……………………….	28
	• Senator Ch. Muhammad Jaffar Iqbal…………...	31
	• Senator Saeeda Iqbal	33
	Conclusion of Discussion on the Council of Islamic Ideology…………………………………………...	34
	• Senator Raja Muhammad Zafar-ul-Haq………...	34
6.	Further Discussion on the Commenced Motion: Regarding Law and Order Situation in the Country under Article 148 of the Constitution……………..	41
	• Senator Mian Raza Rabbani…………………….	41
	• Senator Hamza………………………………….	43
	• Senator Afrasiab Khattak……………………….	43
	• Senator Abdur Rauf………………………………	45
	• Senator Col. (R) Syed Tahir Hussain Mashhadi.....	45
	• Senator Hafiz Hamadullah…………………….	46
7.	Senator Mushahid Ullah on point of personal explanation…………………………………………	52-56

Printed and Published by the Senate Secretariat, Islamabad.

Volume-I SP.I(08)/2014
No.08 15

SENATE OF PAKISTAN

SENATE DEBATES

Monday, the January 20, 2014

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House) Islamabad, at Four in the evening with Mr. Acting Chairman (Mr. Sabir Ali Baloch) in the Chair.

Recitation from the Holy Quran

أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔

زَعَمَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَنْ لَّنْ يُّبْعَثُوْا ؕ قُلْ بَلٰى وَ رَبِّيْ لَتُبْعَثُنَّ ثُمَّ
لَتُنَبَّؤُنَّ بِمَا عَمِلْتُمْ ؕ وَ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرٌ ﴿٧﴾ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَ
رَسُوْلِهٖ وَ النُّوْرِ الَّذِيْٓ اَنْزَلْنَا ؕ وَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ
﴿٨﴾ يَوْمَ يَجْمَعُكُمْ لِيَوْمِ الْجَمْعِ ذٰلِكَ يَوْمُ التَّغَابُنِ ؕ وَ مَنْ
يُّؤْمِنْ بِاللّٰهِ وَ يَعْمَلْ صَالِحًا يُّكَفِّرْ عَنْهُ سَيِّاٰتِهٖ وَ يُدْخِلْهُ جَنّٰتٍ
تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ؕ ذٰلِكَ الْفَوْزُ
الْعَظِيْمُ ﴿٩﴾

ترجمہ: ان کافروں نے خیال کیا ہے کہ دوبارہ زندہ نہ کیے جائیں گے۔ آپ کہہ دیجئے کہ کیوں نہیں اللہ کی قسم! تم ضرور دوبارہ اٹھائے جاؤ گے پھر جو تم نے کیا ہے اس کی خبر دیئے جاؤ گے اور اللہ پر یہ بالکل ہی آسان ہے۔ سو تم اللہ پر اور اس کے رسول پر اور اس نور پر جسے ہم نے نازل فرمایا ہے ایمان لاؤ اور اللہ تعالیٰ تمہارے ہر عمل پر باخبر ہے۔ جس دن تم سب کو اس جمع ہونے کے دن جمع کرے گا وہی دن ہے ہار جیت کا اور جو شخص اللہ پر ایمان لا کر نیک عمل کرے اللہ اس سے

اس کی برائیاں دور کردے گا اور اسے جنتوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں جن میں وہ ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔ یہی بہت بڑی کامیابی ہے۔

سورۃ التغابن (آیات7 تا 9)

Mr. Acting Chairman: We take up Leave Applications.

Leave of Absence

جناب قائم مقام چیئرمین: جناب محمد داؤد خان اچکزئی ذاتی مصروفیات کی بنا پر گزشتہ اٹھانوے اور ننانوے اجلاسوں کے دوران مورخہ 28تا 31 اکتوبر، یکم، چار تا آٹھ نومبر، 15، 16، 19 دسمبر اور موجودہ اجلاس میں مورخہ 6 اور 8 جنوری کو شرکت نہیں کرسکے تھے اس لیے انہوں نے ان تاریخوں کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب قائم مقام چیئرمین: جناب روزی خان کاکڑ ذاتی مصروفیات کی بنا پر مورخہ 13 اور 15 جنوری کو اجلاس میں شرکت نہیں کرسکے تھے اس لیے انہوں نے ان تاریخوں کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب قائم مقام چیئرمین: جناب محمد کاظم خان نے ذاتی مصروفیات کی بنا پر آج مورخہ 20 جنوری کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب قائم مقام چیئرمین: جناب محمد محسن خان لغاری ذاتی مصروفیات کی بنا پر مورخہ 10،13،اور 15 جنوری کو اجلاس میں شرکت نہیں کرسکے تھے اس لیے انہوں نے ان تاریخوں کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب قائم مقام چیئرمین: جناب مولا بخش چانڈیو نے ذاتی مصروفیات کی بنا پر آج مورخہ 20 جنوری کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب قائم مقام چیئرمین: جناب سلیم مانڈوی والا نے ذاتی مصروفیات کی بنا پر مورخہ 15 تا 20 جنوری کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب قائم مقام چیئرمین: محترمہ نسرین جلیل صاحبہ نے ذاتی مصروفیات کی بنا پر مورخہ 6،10،13اور 20 جنوری کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب قائم مقام چیئرمین: جناب عدنان خان ذاتی مصروفیات کی بنا پر مورخہ 17 جنوری کو اجلاس میں شرکت نہیں کرسکے تھے اس لیے انہوں نے اس تاریخ کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب قائم مقام چیئرمین: چوہدری محمد جعفر اقبال صاحب ذاتی مصروفیات کی بنا پر مورخہ 06 تا 17 جنوری اجلاس میں شرکت نہیں کرسکے تھے اس لیے انہوں نے ان تاریخوں کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

Mr. Acting Chairman: We take up item No.2.

ایک منٹ ڈاکٹر جہانگیر بدر صاحب۔

سینیٹر ڈاکٹر محمد جہانگیر بدر: جناب چیئرمین! Irelandمیں Embassy بند کی جارہی ہے ہم نے اس طرف اس ایوان کی توجہ مبذول کروائی تھی اور جناب معزز لیڈر آف دی ہاؤس نے وعدہ کیا تھا کہ وہ حکومت کی جانب سے بتائیں گے اور اس کی وضاحت کریں گے کہ what is the situation? یہ پاکستانیوں کا مسئلہ ہے۔Leader of the House تشریف رکھتے ہیں۔

جناب قائم مقام چیئرمین: ڈاکٹر صاحب! آپ point of order پر ہیں؟

سینیٹر ڈاکٹر محمد جہانگیر بدر: جناب چیئرمین! میں نے point of order پچھلے اجلاس میں پیش کیا تھا۔

جناب قائم مقام چیئرمین: آج جو routine کا business ہے اس کو ختم کر کے آخر میں لے لیں گے۔

سینیٹر ڈاکٹر محمد جہانگیر بدر: بات آپ کی درست ہے مگر Leader of the House سے صرف اتنا پوچھنا چاہ رہا ہوں کہ حکومت کی جانب سے انہوں نے جواب دینا تھا۔ دے دیں، چھوٹی سی بات ہے۔

سینیٹر راجہ محمد ظفر الحق (قائد ایوان): Procedure کے مطابق چلیں تو اچھا ہے۔

جناب قائم مقام چیئرمین: اس کے مطابق تو خیر نہیں ہے۔ آخر میں اس کو لے لیں گے۔ Leader of the House کا کہنا ہے کہ آج کے business کے بعد لے لیں گے۔ جی عثمان سیف اللہ صاحب۔

Legislative Business

The Domestic Workers (Employment Rights) Bill, 2013

Senator Osman Saifullah Khan: *Bismillah-ir-Rehman-ir-Raheem.* I beg to move for leave to introduce a Bill to protect the rights of the domestic workers, to regulate their employment and conditions of service and to provide them social security, safety, health facility and welfare [The Domestic Workers (Employment Rights) Bill, 2013].

Mr. Acting Chairman: Is it opposed?

Senator Raja Muhammad Zafar-ul-Haq: Sir, I think, it is an important Bill. It is a Private Member Bill. We don't oppose it and we support the idea. Let it go to the Committee.

سینیٹر چوہدری محمد جعفر اقبال: جیسا کہ Leader of the House نے کہا کہ یہ بڑا important Bill ہے اور اس کو کمیٹی میں جانا چاہیے لیکن اس کو جو میں نے study کیا ہے اس میں کافی قباحتیں اور پیچیدگیاں ہیں کیونکہ اتنی confusion جو پیدا ہو گئی ہے ظاہر ہے

جب وہ کمیٹی میں جائے گا تو اس کو وہ دیکھ لیں گے۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ درست ہے اور اس کو کمیٹی میں جانا چاہیے۔ Thank you sir.

جناب قائم مقام چیئرمین: عثمان سیف اللہ صاحب! آپ move کریں۔

Senator Osman Saifullah Khan: I beg to introduce a Bill to protect the rights of the domestic workers, to regulate their employment and conditions of service and to provide them social security, safety, health facility and welfare [The Domestic Workers (Employment Rights) Bill, 2013].

Mr. Acting Chairman: The Bill as introduced stands referred to the Standing Committee concerned. Item No. 4. Farhatullah Babar *sahib*, please move Item No. 4.

Senator Farhatullah Babar: Thank you Mr. Chairman. I beg to move for leave to introduce a Bill to amend the Protection Against Harassment of Women at the Workplace Act, 2010 [The Protection Against Harassment of Women at the Workplace (Amendment) Bill, 2014].

Mr. Acting Chairman: Is it opposed?

Senator Raja Muhammad Zafar-ul-Haq: Sir, let him explain the very purpose of the Bill then we will see.

جناب قائم مقام چیئرمین: وہ کہہ رہے ہیں کہ آپ تقریر فرمائیں۔

سینیٹر فرحت اللہ بابر: جناب چیئرمین! یہ جو Act pass ہوا ہے پارلیمان سے اور جس کی صدر پاکستان نے منظوری بھی دی ہے which is the Protection Against Harassment of Women at the Workplace Act, 2010. اس کے تحت تمام وہ خواتین جو employees ہیں اور جو کام کرتی ہیں کسی ادارے میں، سرکاری ادارہ ہو یا غیر سرکاری ادارہ ہو اس کو اگر harass کیا جائے یا کوئی ایسی indication ہو کہ ان کو sexually harass کیا جائے تو under this Bill a provision has been made that they can lodge a formal complaint اور formal complaint lodge ہونے کے بعد ایک کمیٹی تشکیل دی جاتی ہے اور وہ کمیٹی پھر recommend کرتی ہے اور اس شخص کو

سزا ہوتی ہے۔ جناب چیئرمین! جب یہ 2010 Bill میں لاگو ہو گیا تو اس کے بعد یہ ہوا کہ universities میں اور women colleges میں جہاں بچیاں پڑھتی ہیں۔ جناب چیئرمین! جب اس Bill کا اطلاق ہو گیا تمام اداروں کے اوپر تو ایسے واقعات سامنے آئے کہ universities میں the female students complained about harassment at their place of studies. جناب چیئرمین! قائد اعظم یونیورسٹی میں یہ واقعہ ہوا کہ ایک بڑے سینیئر پروفیسر، a senior academic staff کے خلاف ایک student بچی نے یہ شکایت کی کہ she has been harassed by that gentleman and according to this Act ایک کمیٹی تشکیل دی گئی اور اس کمیٹی نے اس شخص کے خلاف رپورٹ دی اور یہ recommend کیا کہ اس کو ملازمت سے برطرف کیا جائے چنانچہ قائد اعظم یونیورسٹی کی Syndicate نے اس کو برطرف کر دیا۔وہ شخص اسی قانون کی رو سے اس بات کا مجاز تھا کہ وہ محتسب کے پاس جائے چنانچہ وہ محتسب کے پاس گیا اور محتسب نے بھی اپنی جو رپورٹ دی، اپنے فیصلے میں لکھا کہ Syndicate کا فیصلہ درست ہے اور اس کو برطرف کیا جائے۔ اب جناب چیئرمین! اس کو ایک اور اپیل کا حق تھا اور وہ یہ تھا کہ وہ صدر پاکستان سے اپیل کرے۔ چنانچہ وہ صدر پاکستان کے پاس اپیل لے کر گیا Syndicate اور Ombudsman کے اس فیصلے کے خلاف جس کے تحت اس کو ملازمت سے برطرفی کی سزا ہوئی تھی under this particular Act اور جناب چیئرمین! اس نے plea یہ لی this is an important point Mr. Chairman, I would like to draw the attention of the honourable Leader of the House to this اس نے plea یہ لی کہ یہ قانون کا اطلاق workplace پر ہوتا ہے ملازم کے اوپر ہوتا ہے، worker کے اوپر ہوتا ہے اور students کے اوپر نہیں ہوتا۔ This was an important law point that he raised and the Law Ministry then recommended to the President saying کہ ہاں اس بات میں وزن ہے، اس قانون میں سقم ہے اور اگر یہ قانون چونکہ صرف workplace کے لیے ہے اور universities کی خواتین students جو ہیں یہ ان پر apply نہیں کرتا which means that ten of thousands of female students in hundreds of universities and colleges cannot benefit from this law. تو ہم نے یہ ایک Private Member Bill move کیا ہے کہ اس کا اطلاق جو workplace ہے اس کا اطلاق academic institutions پر بھی ہونا چاہیے تاکہ اگر وہاں کوئی female student شکایت

کرے تو اس کو بھی اس بات کی اجازت ہونی چاہیے اور حق ہونا چاہیے کہ وہ اس قانون کا سہارا لیتے ہوئے اپنی شکایت درج کرا سکے۔ اس قانون کا اور کوئی مقصد نہیں ہے سوائے اس کے کہ اس کا area جو ہے اس میں ہماری بچیاں جو پڑھتی ہیں ان کو بھی یہ سہولت جو یہ قانون ان کو مہیا کرتا ہے وہ ان کو بھی مہیا ہو۔

Mr. Acting Chairman: Yes, Leader of the House.

سینیٹر راجہ محمد ظفرالحق: جناب چیئرمین! یہ صرف ایک aspect کو سامنے رکھ کر یہ Private Member Bill پیش کیا جا رہا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ اس وقت بھی ایک comprehensive Bill نہیں ہے۔ اگر اس situation کو دیکھیں کہ جو workplace ہے پہلے اس کے لیے Bill بنایا گیا تھا اور وہ دونوں ایوانوں سے پاس ہوا لیکن اگر اس وقت بھی میرے خیال میں غور کر لیا جاتا تو اس میں کئی اور situations آسکتی تھیں جہاں خواتین کو protection دی جا سکے اور اس کی سزا بھی ہو۔ اب انہوں نے اس میں صرف ایک اضافہ کرنا شروع کیا ہے کہ وہ اگر کسی educational institution میں کسی نے کیا ہو۔ ایک تو مجھے بڑا عجیب لگا کہ انہوں نے کہا کہ کسی gentleman نے یہ حرکت کی تھی۔ کوئی gentleman تو ایسی حرکت نہیں کر سکتا۔ ایک طرف آپ اس کو gentleman کہہ رہے ہیں اور دوسری طرف یہ کہتے ہیں کہ وہ لڑکیوں کو چھیڑتا ہے یہ تو بڑی عجیب سی بات ہے۔ اس لیے اس پر کافی غور و فکر کی ضرورت ہے۔ اس کو pending کریں۔ وہ خود بھی دیکھ لیں اور اس کے بعد اسے زیادہ مناسب طریقے سے پیش کیا جا سکتا ہے۔ We will consult even the Opposition in this Bill.

جناب قائم مقام چیئرمین: جی فرحت اللہ بابر صاحب۔

سینیٹر فرحت اللہ بابر: جناب چیئرمین! جیسے فاضل Leader of the House نے فرمایا کہ جب یہ قانون بن رہا تھا تو اس نکتے پر اس وقت بھی غور کرنا چاہیے تھا۔ جناب چیئرمین! قانون سازی جب بھی ہوتی ہے تو اس کے اندر جو نقائص ہوتے ہیں وہ اس وقت سامنے آتے ہیں جب اس قانون کا باقاعدہ اطلاق کیا جاتا ہے۔ اس وقت جو قانون ساز تھے ان کے سامنے یہ چیز نہیں آئی اور ان کے خیال کے مطابق workplace میں universities and colleges شامل ہیں، اس میں student and teacher کا جو relationship ہے وہ اس میں شامل ہے اور یہی وجہ ہے کہ جب محتسب نے اس کیس میں اپنا فیصلہ لکھا تو اس نے اس university کو workplace ہی قرار دیا۔ انہوں نے اپنی دانست میں، اپنے فیصلے میں لکھا کہ اگرچہ اس شخص نے

اس argument کا سہارا لیا ہے کہ یہ workplace نہیں ہے، یہ employee نہیں ہے، یہ student ہے لیکن محتسب نے کہا کہ نہیں، this is workplace and she will be treated as an employee. محتسب کے فیصلے کے باوجود Law Ministry and the President overturned the decision of the Mohtasib. اب جو قائد ایوان صاحب فرماتے ہیں، نہیں، اس کا مطلب یہ ہوگا کہ he is allowing exposing the female students of hundreds of universities and colleges to harassment by the staff or by the faculty or by anybody on the campus if that indeed is the intention then the choice is that of the Government and that of the Leader of the House. All that I can say is that as the Leader of the House himself said that it needs greater deliberation. I would strongly urge him to allow it to go to the Committee and whatever deliberation he wants to have on this Bill, invite all of the stakeholders, discuss it with everybody and then arrive at some conclusion. To kill it here on the floor of the House right now amounts to making a political statement that the Government does not want to protect the female students of the universities and the colleges from the benefit of this Bill. Now this is up to the Leader of the House. I have made my point clear. I cannot make it clearer than this. Thank you.

Mr. Acting Chairman: Yes, Raza *sahib*.

Senator Mian Raza Rabbani: I am grateful Mr. Chairman. Mr. Chairman, I would through you request the honourable Leader of the House to let this Bill be referred to the Standing Committee and if there are any apprehensions or if there are any thoughts on expanding or narrowing the scope then that can be done at the stage of the Standing Committee. The honourable Leader of the House apart from being an experienced Parliamentarian also like myself, belongs to the legal profession and we know that when a law is once passed, the actual difficulties in its implementation and its interpretation

come when it goes for its practical applicability. So, therefore, this is a question of interpretation which has arisen whether the term workplace includes a university or college and the Law Ministry also has given its opinion on this. So, I would through you once again request him to let the Bill go to the Standing Committee and it can be debated in the Committee in greater detail and the opinion of the Law Ministry can also be sought at that stage.

Mr. Acting Chairman: Do you agree with the suggestion of Raza *sahib?*

Senator Raja Muhammad Zafar-ul-Haq: Sir, since you belong to Opposition, so you are frowned to more influence from the other side. Sir, I would say that the mover should have consulted the people from the legal fraternity, the Law Ministry and the other people like Mr. Raza Rabbani and Mr. Aitzaz Ahsan from both sides of the House, it should have been a comprehensive Bill. It does not mean that you continue experimenting and then you bring more and more amendments. But anyhow, I have lot of respect for Mr. Raza Rabbani and I say that let it go to the Committee.

Mr. Acting Chairman: Yes, Babar *sahib*, please move Item No. 5.

The Protection Against Harassment of Women at the Workplace (Amendment) Bill, 2014

Senator Farhatullah Babar: Sir, I beg to introduce the Bill to amend the Protection against Harassment of women at the Workplace Act, 2010 [The Protection against Harassment of women at the Workplace (Amendment) Bill, 2014].

Mr. Acting Chairman: The Bill stands introduced and is referred to the Standing Committee concerned. Yes, Item No.6 stands in the name of Mr. Abdul Haseeb Khan.

Senator Abdul Haseeb Khan: Sir, I beg to move for leave to introduce a Bill to amend the Trade Organization Act, 2013 [The Trade Organization (Amendment) Bill, 2014].

Mr. Acting Chairman: Is it opposed?

Killings of Journalists in Karachi, Armymen in Bannu and Rawalpindi.

سینیٹر محمد زاہد خان: جناب چیئرمین! صحافی حضرات احتجاجاً گیلری چھوڑ کر باہر جا رہے ہیں۔ آپ کے علم میں یہ بات ہے کہ تین دن پہلے کراچی کے واقعہ میں ایکسپریس اخبار کے دو cameramen along with driver and a person from security ان تینوں کو مار دیا گیا اور پھر بد قسمتی دیکھیں کہ اسی چینل پر تحریک طالبان پاکستان کے لوگ live آتے ہیں اور وہ live پر یہ تڑی دیتے ہیں کہ اگر کوئی بھی جرنلسٹ ایسی حرکت کرے گا تو ہم اس کو ماریں گے۔ اس کے علاوہ کل بنوں میں جو واقعہ ہوا وہاں پر ہمارے 22 جوان شہید ہوئے۔ آج پنڈی میں واقعہ ہو گیا جس میں civil and security کے جوان شہید ہوئے۔ حکومت تو کچھ کر ہی نہیں رہی۔ میں آپ سے استدعا کر رہا ہوں کہ ایک تو ان کے لیے دعا کی جائے اور اس کے بعد پھر رضا ربانی صاحب بات کریں گے۔

جناب! یہ اہم مسئلہ ہے اور باہر صحافی آئے ہوئے ہیں اور احتجاج کر رہے ہیں۔ جناب! اگر journalists کی زبان بند کر دی جائے گی تو پھر دیکھ لیں کیا نقصان ہو گا۔ جناب! سیاستدانوں میں تو پہلے سے پھوٹ پائی جاتی ہے۔ ہم اس ملک کو بچانے کی بجائے ایک دوسرے کو گرانے کے چکر میں پڑے ہوئے ہیں اور ایک دوسرے کے خلاف بیان بازی کرتے ہیں لیکن یہ تو ایک ایسا المیہ ہے کہ 2014 اب گزر رہا ہے اور ہم تباہی کی طرف جا رہے ہیں۔ میں آپ کی توجہ اس طرف دلانا چاہتا ہوں کہ ہم دعا کر لیں اور اس کے بعد رضا ربانی صاحب جو بات کرنا چاہتے ہیں وہ کر لیں۔

جناب قائم مقام چیئرمین: آپ ان کو لے آئیں اور ہم ان کے سامنے دعا کریں گے تاکہ ان کو پتا چلے کہ ہم نے ان کے لیے دعا بھی کی ہے۔ ٹھیک ہے بنوں والوں کے لیے بھی دعا کریں۔ یہاں تو روز دعا ہوتی ہے۔ راجہ صاحب! سید برہان الدین اور سب کے لیے دعا کریں۔

{اس موقعہ پر سینیٹر راجہ محمد ظفر الحق (قائد ایوان) نے دعا کرائی}

جناب قائم مقام چیئرمین: یہاں پر ایک اور دعا بھی ہونی چاہیے تھی کہ بھئی یہ روز روز دعائیں یہاں پر نہ ہوں۔ جی رضا صاحب۔

سینیٹر میاں رضا ربانی: جناب چیئرمین! کراچی میں یہ بہت ہی افسوسناک واقعہ ہوا جس میں 3 Journalists شہید ہوئے اور اس کے بعد بنوں کا بھی واقعہ ہوا اور آج پنڈی کا بھی، ان تمام واقعات اور خاص طور پر Journalists کے ساتھ یکجہتی کے لیے Opposition token walkout کر رہی ہے۔

(اس کے بعد اراکین اپوزیشن واک آوٹ پر چلے گئے)

جناب قائم مقام چیئرمین: ابھی آپ کے پاس ٹائم ہے اور اپنے ساتھ journalists کو بھی واپس لائیں۔ جی حسیب صاحب آپ اپنا Bill move کریں۔

The Trade Organization (Amendment) Bill, 2014

Senator Abdul Haseeb Khan: Sir, I beg to move for leave to introduce a Bill to amend the Trade Organization Act, 2013 [The Trade Organization (Amendment) Bill, 2014].

Mr. Acting Chairman: The Bill stands introduced and is referred to the Standing Committee concerned.

(Pause)

(اس موقع پر حزب اختلاف کے ارکان نے ٹوکن واک آوٹ ختم کیا اور ایوان میں واپس آ گئے۔)

جناب قائم مقام چیئرمین: جی فرحت اللہ بابر صاحب۔

Further Discussion on Commenced Motion Moved by Senator Farhatullah Babar on Recent Pronouncement of the Council of Islamic Ideology.

Senator Farhatullah Babar: This is already a commenced motion. So, I can start if you permit.

Mr. Acting Chairman: Please.

سینیٹر فرحت اللہ بابر: جناب چیئرمین! میں آپ کا شکر گزار ہوں کہ آپ نے مجھے اس موشن پر بات کرنے کا موقع دیا۔ اس motion کے ذریعے I want to draw attention of the Government and of this honourable House to some of recent pronouncements of the Council of Islamic Ideology and

also to raise a question and make some suggestions about its continued working. Mr. Chairman during the last few months the Council made four far reaching pronouncements. In May
DNA test results are not acceptable کیا کہ declare نے یہ last, Council
نے یہ جناب مئی کے مہینے میں کونسل as primary evidence in cases of rape.
and despite the fact that throughout ! جناب چیئرمین۔ کیا pronounce
the world DNA test is considered to be a reliable evidence scientifically and technologically but more than that despite the
fact کہ سپریم کورٹ نے حال ہی میں rape cases پر فیصلہ دیا تھا اور اس فیصلہ کی روشنی میں
اس وقت حکومت نے چند اقدامات کئے تھے۔ کورٹ کے فیصلے کی روشنی میں جو چند اقدامات کئے
تھے ان میں ایک یہ بھی تھا کہ DNA tests and the preservation of DNA
record was made mandatory. It has now been made mandatory
Council of Islamic لیکن in the light of a Supreme Court verdict
this evidence is not acceptable as primary نے کہا کہ Ideology
evidence.

جیسا کہ آپ جانتے ہیں کہ rape cases میں the balance is heavily
tilted in favour of the accused. The balance is tilted against the victim because of the faulty investigation procedure and also because the witnesses do not come forward. Now with this pronouncement of the Council of Islamic Ideology about the DNA test, the balance has further been tilted against the rape victims.

اس کے بعد اسی Council of Islamic Ideology نے ستمبر میں ان کے پاس
ایک internal debate ہوئی اور internal debate کی روشنی میں ان کے ہاں ایک
resolution adopt ہوئی، جس کی اخبارات میں اطلاع بھی آگئی، it was the headline
news in majority of the newspapers اور وہ یہ تھا کہ blasphemy کا جو قانون
ہے اس کا چونکہ غلط استعمال ہو رہا ہے اور ہوا ہے، اس کے غلط استعمال کو روکنے کے لیے اس
قانون میں مناسب ترمیم کی جائے۔ جس روز یہ خبر آئی it was very heartening, very
encouraging that Blasphemy Law کے misuse کو روکنے کے لیے کچھ اقدامات کئے
جا رہے ہیں اور Council of Islamic Ideology نے اس کا نوٹس لیا ہے۔ Within

hours the Council went back on it and it announced that no, there is no need, we are not going to consider any amendments in the Blasphemy Law. There was according to the media reports an internal discussion and debate within the Council and the member who had proposed amendment in the Blasphemy Law اس کا argument یہ تھا کہ اگر کوئی شخص الزام لگا رہا ہے اور کچھ الفاظ ادا کر رہا ہے جو blasphemous ہیں اور ثابت ہو جائے کہ جس شخص پر الزام لگایا گیا ہے اس نے وہ بات نہیں کی تو اس کا مطلب یہ ہوا ہے کہ جس شخص نے الزام لگایا ہے اور جس نے یہ الفاظ کہے ہیں وہ خود blasphemy کا مرتکب ہوا ہے اور اس کو سزا ہونی چاہیے۔ It was a very sound and valid argument in favour of revisiting and reviewing the Blasphemy Law. However, the majority again, in the Council prevailed upon it and they said no amendment. اس کے بعد جناب چیئرمین ایک تیسرا تھا the pearl of wisdom. وہ یہ تھا کہ یہ سوال پیدا ہوا کہ کیا ہمارے ہاں elderly لوگ جو بوڑھے ہو جائیں، بیمار ہو جائیں، کیا ان کے لیے elderly homes بنانے چاہییں یا نہیں، میرا خیال یہ ہے کہ ہمارے سینیٹر ڈاکٹر صاحب نے ایک resolution بھی اس پر دی تھی کہ پاکستان میں old people's homes قائم کرنے چاہییں اور خیبر پختونخوا کی حکومت جو پہلے تھی انہوں نے شاید ایک old people home بنایا بھی تھا لیکن اب Council of Islamic Ideology نے کہا ہے کہ old people home یہ ہماری خاندانی روایات اور اسلام کی تعلیمات کے مطابق نہیں ہے۔ This is a third pearl of wisdom of the Council of Islamic Ideology انہی چند مہینوں میں between May 2013 onwards انہوں نے یہ بھی کہا کہ جو Women Protection Bill 2006 ہے، جو اس پارلیمان سے پاس ہوا ہے، قومی اسمبلی سے پاس ہوا ہے اس کے بارے میں بھی انہوں نے یہ کہا کہ یہ اسلامی تقاضوں کے مطابق نہیں ہے۔

جناب چیئرمین! یہ چار instances میں نے آپ کو بتائے ہیں اس سے Council of Islamic Ideology کی جو موجودہ ممبر شپ ہے ان کی جو ذہنی اٹھان ہے اس کا پتا چلتا ہے۔ میں صرف آپ کی توجہ آئین کے Article 230, sub-Clause (4) کی طرف مبذول کروانا چاہتا ہوں and Article 234 states; the Islamic Council shall submit its final report within seven years of its appointment.

جناب چیئرمین! اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا Council of Islamic Ideology نے اپنی final report submit کی ہے یا نہیں کی؟ ہاں انہوں نے submit کی ہے they have submitted their report in 1997 and that report is called the final report of the Council of Islamic Ideology. جناب چیئرمین! 2008 میں Council of Islamic Ideology نے ایک خصوصی رپورٹ دی اور اس رپورٹ میں یہ کہا گیا کہ ہم نے پاکستان کے تمام قوانین کا جائزہ لیا ہے from a to z. All the laws of Pakistan have been reviewed by the Council of Islamic Ideology by 2008 according to their own report اور اس میں یہ کہا گیا کہ 90% of the laws, there is no quarrel about those laws, they are in conformity with the Islamic injunctions. There are however according to this report of 2008 10% of the laws which need to be reviewed and it called upon the parliament کہ آپ ان laws کو review کرکے دیکھیں۔ Law making, law کا review کرنا، law میں amendments کرنا کہ آپ ان قوانین کو review کرکے دیکھ لیں۔ Mr. Chairman, as we all know, is the prerogative, the responsibility and the job of the Parliament and not of anybody else. The Council suggested that these 10% laws need review.

Now, Mr. Chairman, there is another institution also, i.e. Federal Shariat Court and the Federal Shariat Court is already tasked with reviewing the laws about which anybody, I, you or anybody can go and request the Federal Shariat Court that this particular law is in conflict with the Islamic injunctions. So, this is also a job of the Federal Shariat Court to declare a law or a part of the law and the extent to which it is in conflict with the Islamic injunctions and to suggest to the Parliament to make amendment.

اب جناب چیئرمین! اس وقت صورتحال یہ ہے کہ Council of Islamic Ideology جو laws کو review کرتی ہے، وہ اپنا review کا کام ختم کرچکی ہے۔ 1997 میں انہوں نے اپنی final report دے دی ہے۔ ان کی 2008 کی بھی report آگئی ہے۔ Federal Shariat Court یہی کام کررہی ہے to review the laws and that is

a court. So, the Federal Shariat Court is doing this job. The Council of Islamic Ideology has completed its task, according to Article 234 the Council shall submit its final report within seven years. Now, the Council could not submit its final report in seven years. However, it did submit in 1997.

جناب چیئرمین! اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر Council نے اپنی final report submit کر دی ہے اور Federal Shariat Court اس بات کی مجاز ہے اور پابند ہے اور اس کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ قوانین کا جائزہ لے on the complaint of anybody یا خود بھی اور وہ یہ recommend کرے کہ کون سا قانون اسلامی تعلیمات کے ساتھ کس حد تک متصادم ہے۔ اگر وہ یہ کام کر رہی ہے اور Council of Islamic Ideology اپنی final report دے چکی ہے، انہوں نے تمام قوانین کا review کر لیا ہے تو جناب چیئرمین! یہاں سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا اب بھی Council of Islamic Ideology کی ضرورت ہے؟

That is a question and Mr. Chairman, this is a Constitutional body. We cannot wish it away. Certainly we cannot wish it away that the Council of Islamic Ideology should disappear from tomorrow. No, it will not, it cannot. However, if the time has come for the Government to consider that, if the job of declaring a certain law repugnant to the injunctions of Islam already rests with the Federal Shariat Court, if the Council of Islamic Ideology has already submitted its report that it has carried out the review of all laws, is there a need for this body to continue and why do I ask that is there a need because in the present composition of the Council of Islamic Ideology, with great respect to all its members and to the Chairman, if you see the membership, if you see the Chairman, they are all workers of a certain political party. Although the Constitution does not bar a political party's member to be a member of the Council of Islamic Ideology but is it right and proper to have political office bearers as the members of the Council of Islamic Ideology and that is why I say, Mr. Chairman, that we need to review. Whether we need the C.I.I. or not? If the C.I.I. continues to give

these kinds of pronouncements of which I mentioned only four. If it continues to give this, it is only creating confusion in the minds of the people. Granted that the Council of Islamic Ideology does not have the powers to override a law, granted that its value is only advisory, granted it is only a recommendatory but Mr. Chairman, the important point that during the last 25 years because of the legacy of dictatorship, the Council, its members and its name has acquired a certain kind of moral authority regardless of the fact that they are now political appointees. They represent political parties. So, what is happening? What happening is that in the light of the political manifestoes of those political parties, the honourable members of the C.I.I. are making some pronouncements which is only adding to the confusion and that is why, Mr. Chairman, people say that Pakistan is the place where logic comes to an end. If we have to have this country as a land of logic, we need to revisit the Council of Islamic Ideology and whether it should continue or not? Thank you very much.

سینیٹر محمد زاہد خان: جناب والا! یہاں پر چیئرمین صاحب نے ایک ruling دی تھی کیونکہ یہ ان کی demand تھی کہ جب تک واک آؤٹ ہو اس وقت تک اجلاس کو suspend کیا جائے۔

جناب قائم مقام چیئرمین: یہ rules کہاں پر ہیں؟

سینیٹر محمد زاہد خان: چیئرمین صاحب نے یہ ruling دی تھی۔

جناب قائم مقام چیئرمین: اب تو آپ گئے ہیں، اب تو چلنے دیں۔

سینیٹر محمد زاہد خان: جناب والا! میری عرض تو سن لیں، پھر آپ کی مرضی جو چاہیں وہ کریں۔ وہ یہ کہتے ہیں کہ جی اب Opposition کا کام ہے کیونکہ چیئرمین آپ کا ہے۔ اس لیے میں نے ان سے بھی بات کی ہے۔ کوئی قیامت نہیں آئے گی اگر دس پندرہ منٹ کے لیے اجلاس ملتوی کیا جائے۔ جب وہ واپس آجائیں گے تو ہم بھی واپس آجائیں گے۔ وہ کہتے ہیں کہ جی ہماری یہ شرط ہے کہ آپ لوگ ایک مرتبہ اجلاس ملتوی کریں پھر ہم اندر آئیں گے۔

جناب قائم مقام چیئرمین: وہ تو رضا صاحب نے کہا تھا کہ ہم ٹوکن واک آؤٹ کر رہے ہیں۔

سینیٹر محمد زاہد خان: جناب والا! ٹوکن واک آؤٹ تو ہمارا تھا، میڈیا والوں کا تو نہیں ہے۔ میں ان کی بات کر رہا ہوں، میں اپنی بات نہیں کر رہا ہوں۔

جناب قائم مقام چیئرمین: پھر آپ ان کو جا کر لے آئیں۔

سینیٹر محمد زاہد خان: جناب والا! وہ نہیں آرہے ہیں۔

جناب قائم مقام چیئرمین: شیر علی صاحب کو بھیج دیں۔ وہ ان کو لے آئیں گے۔

سینیٹر راجہ محمد ظفر الحق: جناب والا! وہ بھی گئے تھے لیکن وہ نہیں آئے۔ میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں جناب چیئرمین! کہ journalists انتہائی مشکل حالات میں کام کرتے رہے ہیں اور جو عالمی سطح پر reports ہیں ان میں یہی ہے کہ Pakistan is one of the most dangerous countries as regards the journalists. ان کی زندگی ہر وقت خطرے میں رہتی ہے۔ یہاں پر اس قسم کے حالات ہیں۔ اگر انہوں نے اس بارے میں احتجاج کیا ہے اور وہ کہتے ہیں کہ جب تک آپ proceedings نہیں روکیں گے اس وقت تک ہم نہیں آئیں گے۔ لہذا میں propose کرتا ہوں کہ ان کے جذبات کی قدر کرتے ہوئے ہم اجلاس کو تھوڑی دیر کے لیے روک لیں۔ آپ یہیں تشریف رکھیں، جب وہ لوگ تشریف لے آئیں پھر اس کے بعد باقی کی کارروائی شروع کی جائے۔

Mr. Acting Chairman: OK. The House is adjourned for 15 minutes or till the return of journalists.

(The House was then adjourned for 15 minutes.)

[وقفے کے بعد اجلاس زیر صدارت جناب قائم مقام چیئرمین (جناب صابر علی بلوچ) شروع ہوا]

جناب قائم مقام چیئرمین: فرحت اللہ بابر صاحب نے جو motion move کیا ہے، اس پر کوئی ممبر بولنا چاہے گا؟

سینیٹر حافظ حمد اللہ: میں بولنا چاہوں گا۔

جناب قائم مقام چیئرمین: حافظ حمد اللہ صاحب۔

سینیٹر حافظ حمد اللہ: جناب چیئرمین! شکریہ۔ جناب فرحت اللہ بابر صاحب نے اسلامی نظریاتی کونسل اور اس کے کام کے حوالے سے تحریک پیش کی ہے جو بحث کے لیے منظور بھی ہو گئی ہے۔ اس سلسلے میں یہ عرض ہے کہ اسلامی نظریاتی کونسل ایک آئینی ادارہ ہے اور یہ ادارہ 1973 کے آئین کی روشنی میں تشکیل پایا۔ اس ادارے کی تشکیل کا بنیادی مقصد پاکستان کے قوانین کو قرآن اور سنت کی روشنی میں اسلامی اصولوں کے مطابق ڈھالنے کے لیے سفارشات مرتب کر کے ایوان کی طرف بھیجنا ہے اور اس کی روشنی میں قانون سازی ہونا آئین کا تقاضا ہے۔ میں نے سنا کہ یہ بات کی گئی کہ اسلامی نظریاتی کونسل کے ادارے کی کوئی ضرورت ہی نہیں ہے۔ اگر اسلامی نظریاتی کونسل جیسے آئینی ادارے کی ضرورت نہیں ہے تو پھر اس آئین کی بھی ضرورت نہیں ہے۔ اگر ایک ذمہ دار parliamentarian یہ کہے کہ اس ادارے کی ضرورت ہی نہیں ہے تو پچھلے پانچ سالہ دور حکومت میں صدر اور وزیر اعظم بھی پاکستان پیپلز پارٹی سے تعلق رکھتے تھے، ان کو اس ادارے کو ختم کرنا چاہیے تھا لیکن اس کو ختم نہیں کیا گیا۔ اس کا مطلب ہے کہ یہ پاکستان کی ریاست کی ایک اہم ضرورت ہے کیونکہ آئین میں یہ درج ہے کہ اس ریاست کی مذہبی شناخت اسلام ہے۔ اگر اس ریاست کی مذہبی شناخت اسلام ہے تو یہاں قرآن اور سنت کے منافی کوئی قانون سازی نہیں ہو گی اور آپ اس کے منافی کوئی قانون نہیں بنا سکتے۔ اگر ایک اسلامی ادارہ نہ ہو تو جناب چیئرمین! فرحت اللہ بابر صاحب اور یہاں جتنے بھی لوگ بیٹھے ہوئے ہیں وہ قرآن اور سنت کی روشنی میں میرے ایک سوال کا جواب دیں۔ سردی اور گرمی میں قرآن و سنت اور مسئلے کی رو سے استنجا کرنے میں بہت فرق ہے، آپ ہمیں یہ تمیز بتا دیں کہ گرمی میں استنجا کرنے کا کیا طریقہ ہے اور سردی میں استنجا کرنے کا کیا طریقہ ہے؟ اگر وہ یہ جلدی بتا سکیں تو پھر وہ اسلامی قوانین مرتب کر سکتے ہیں۔ جب ہمیں قل ہو اللہ پڑھنا نہیں آتا، ایک وزیر صاحب کھڑے ہو کر سورۃ اخلاص نہیں پڑھ سکتے، ایک بڑا رہنما سورۃ فلق نہیں پڑھ سکتا اور ایک وزیر کابینہ میں پوری قل ہو اللہ نہیں پڑھ سکتا تو وہ ریاست اور آئین جس کی مذہبی شناخت اسلام ہے وہاں پر آپ کہتے ہیں کہ اسلامی نظریاتی کونسل کے ادارے کی ضرورت نہیں ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ اس ملک کو سیکولر ریاست بنانا چاہتے ہیں لیکن جمعیت علمائے اسلام اور جو لوگ آئین پر یقین رکھتے ہیں، اسلام کو اپنی گھریلو زندگی کے لیے مشعل راہ اور نظام سمجھتے ہیں، وہی لوگ اسلام کو اس ملک اور ریاست کے لیے بھی ایک نظام سمجھتے ہیں۔ لہذا اسلامی نظریاتی کونسل جیسے آئینی ادارے کو ختم کرنا جس طرح مشرف آئین سے غداری کر رہا ہے، یہاں کھڑے ہو کر یہ کہنا بھی آئین سے خیانت ہے۔ اسلامی نظریاتی کونسل کو صرف اس بنیاد پر ختم کرنا کہ اس نے DNA test کو شہادت کا درجہ نہیں دیا۔

وہ آئینی اور آزاد ادارہ ہے کیا آپ نے پڑھا ہے کہ انہوں نے کن نکات، دلائل اور وجوہات کی بنیاد پر وہ سفارشات مرتب کی ہیں؟ اگر آپ اخباری خبروں اور میڈیا کے بیانات کو سامنے رکھ کر اس ادارے کو پارلیمنٹ میں زیر بحث لاتے ہیں تو یہ آپ کا حق نہیں ہے۔ سب سے پہلے اس تحریک کو منظور نہیں بلکہ باہر پھینکنا چاہیے تھا۔ لہذا جو بھی اسلامی نظریاتی کونسل کے خاتمے کی بات کرتا ہے تو جناب چیئرمین! سب سے پہلا سوال یہ ہے کہ آپ بھی اسی جماعت سے تعلق رکھتے ہیں، آپ نے اس کو کیوں ختم نہیں کیا؟ اسلامی نظریاتی کونسل میں جتنے بھی لوگ بیٹھے ہیں، یہ وہی لوگ ہیں جن کو پاکستان پیپلز پارٹی کے دور حکومت میں ممبر بنایا گیا تھا۔ اس لیے جمعیت علمائے اسلام کا موقف ہے کہ اس ملک کو سیکولر ریاست بنانے میں۔

جناب قائم مقام چیئرمین: مولانا صاحب! آپ میری بات سنیں، آپ سمجھے نہیں ہیں، انہوں نے یہ کہا کہ،

> "The House may discuss the working and recent pronouncements of the Council of Islamic Ideology."

سینیٹر حافظ حمد اللہ: میں نے آپ کی بات مان لی لیکن پہلے سفارشات لائیں پھر اس پر بات کریں۔ آپ نے ابھی تک سفارشات کو آئین کے مطابق table نہیں کیا، کیسے آپ اس پر بات کر سکتے ہیں؟ آپ اگر اخباری بیانات کو بنیاد بنا کر بات کرتے ہیں، کیا یہ آئینی تقاضا ہے، آپ سیکریٹری سے پوچھیں۔ پہلے سفارشات کو table کریں جب table کریں گے تو پھر اس پر بات ہونی چاہیے، آپ اخباری بیانات کو بنیاد بنا کر اس پر بات نہیں کر سکتے۔ آپ اسلامی نظریاتی کونسل سے کہیں کہ آپ نے DNA کے حوالے سے جو سفارشات مرتب کی ہیں، وہ ایوان میں پیش کی جائیں۔ جب وہ ایوان میں table ہوں گی پھر آپ اس پر بات کریں، آپ اس سے پہلے اس پر بات نہیں کر سکتے۔ آپ کا شکریہ۔

Mr. Acting Chairman: Thank you. We have some distinguished guests here from Education Consortium of Europe. So, the House acknowledges their presence here and we welcome the gentlemen. Thank you very much.

(Thumping of desks)

جی، کرنل مشہدی صاحب۔

Senator Col. (R) Syed Tahir Hussain Mashhadi: Mr. Chairman, thank you very much. At the outset I would like

to adopt all the arguments given by Farhatullah Babar *sahib* and I would like to congratulate him on discussing this matter of utmost national importance in the Parliament of the Pakistan and the Upper House today. First of all let me clear a misunderstanding, my brother might have from what I heard from his speech, Farhatullah Babar never said that it should be discarded or thrown out of the Constitution or removed or anything like that. He discussed in a very rational manner, the situation as it stands, the situation is that it is a constitutional requirement but it is also mentioned in the Constitution of Pakistan very clearly in Article−230 (iv) that it was given a clear mandate, it has completed its mandate and all credit goes to this and to the people who were members of this august organization. They were given very very taxing tasks to see that all the laws of Pakistan are in conformity with our Islamic teachings, they went through that, they worked day and night and they performed an excellent task and they produced an excellent report, having produced that report as mandated in the Constitution of Pakistan. They completed the task that was assigned to them and now, he said that if they do not have any task because now there is another organization superseding it which is Shariat Court, it is equal to Supreme Court of Pakistan, it is the final Court. So, I adopt all the arguments he has given so, I would not waste time.

Another sentence was passed that they are trying to make Pakistan a secular state. I am sorry to say, if anybody has any doubt as to what the creation of Pakistan was or why Pakistan was created. Just come out the lift behind me and read with your own eyes, the words of the great founder of this nation and you will learn that he wanted a homeland for the people living in Muslim dominated areas Bangal on that side, Khyber Pakhtunkhwa this side, Punjab, Sindh and Blochistan to

live according to their conscience to be free to worship, you can go to your churches, you can go to your Masjid, you seize to be Muslim, you seize to be Hindus as of today. These are Quid−e−Azam's words from today you are Pakistanis because religion has nothing to do with matters of state. He clearly stated what this nation was and whatever battle we are trying to create in Pakistan, whatever, where we are trying to mix up the people of Pakistan, however we try to create chaos in Pakistan, this has all been enacted in 1946 and 1947 when our forefathers who were far more clever than us, who were far more learned than us, who had far more wisdom than us, we can never be half of what our parents were, we can never be quarter of what our grand parents were, they chose the Qaid−e−Azam and they chose the Pakistan Muslim League, they rejected the religious parties, outrightly rejected them and they voted for a free Pakistan and the Qaid−e−Azam said that the Pakistan I am going to give you. Now, again these are not my words and don't accuse me, I am going to give a liberal Pakistan, I am going to give a modern Pakistan, liberal, modern, tolerant, democratic and progressive. Are we progressive today? Are we liberal today? Again we are killing each other; we have brought religion into everyday of our lives. We have gone into sectarian violence; we have gone into the realm of religion in everything, in all walks of life. People are being murdered in the streets, Pakistani blood is flowing in the streets in the name of Islam. What is happening to us and why is that been allowed to happen?

So, when somebody like Senator Farhattulah Babar brings a thing, please don't accuse him of trying to violate the Constitution, he is a very constitutional man, please don't try to accuse him of being un−democratic man, he is a very democratic man, he may belong to any party but truth is truth

and truth shall prevail even if nobody cares it prevails or not. This is Pakistan for the Pakistanis to live according to their conscience and then if our religious laws, what rules, what did we do, what did this Parliament do wrong? They gave protection to the weak, humble, meek and to the butchered, beaten and raped women of Pakistan and then they have objected to that. A majority of Pakistan, the women of Pakistan, they were given a little protection in their workplace by the Parliament. How can that be rejected, how can you say that half of your nation, your mothers, your sisters, your daughters and your wives don't they deserve a little protection? If the Parliament has given that protection, I think nobody in the world whether it is religious, secular, communist, socialist or anybody, nobody in the world can ever object to that. You are giving a little protection to the poor. I don't think what the Parliament is for. We are not here for the rich and mighty, we are not here for the great scholars, we are for the uneducated, for the underprivileged, for the poor, meek and humble − the neglected masses of Pakistan. And if out of them, out of the women, we give some protection, I think, the Parliament should be given credit for that rather than somebody would say it should not be there. Everybody knows there is misuse; misuse for personal things. You have seen all the cases, what has happened, if you can make it better, if you can ensure that nobody ever dares to do blasphemy. If anybody does a wrong case or does a false case, he should be equally punished. I don't see anything wrong in that. I think that is the Islamic justice. DNA test, the Holy Prophet (May peace be upon him) concentrated reason to be the highest form of Islam. He said, use your reason. God has given you a brain; God has given you education, go and learn, go to China, go anywhere but learn. Let us learn from the world and let us use it for the benefit of our people.

(اس موقع پر ایوان میں اذان مغرب سنائی دی)

Mr. Acting Chairman: Do you want to conclude?

Senator Col.(R) Syed Tahir Hussain Mashhadi: Sir, just a minute more. This nation is for everyone, for all Pakistanis, we are all Muslims, we are all born Muslims, we will all die Muslims, our forefathers are Muslims, our children will be Muslims, nobody has to tell us or force us to be Muslims. We will live for Islam, we will die for Islam, each and everyone of us, there is not a member of this House who will not willingly lay down his life for this great religion of ours. We love Islam. There is no argument as far as Islam is concerned and as far as politics is concerned, please don't use Islam to misguide the masses. Let us discuss the matter as it is on the floor of the House, the matter is, how to discuss the working and recent pronouncement of the Council of Islamic Ideology. Let us just do that in a democratic manner, in a parliamentary manner, in a manner in which it ought to be discussed and for which purpose this House exists. Thank you very much Mr. Chairman.

جناب قائم مقام چیئرمین: اس سے پہلے کہ ہم مغرب کی نماز کے لیے adjourn کریں، میں اپنے صحافی دوستوں سے عرض کرنا چاہتا ہوں کہ آپ کی غیر موجودگی میں شہید دوستوں کے لیے دعا مغفرت کی گئی اور ہاؤس نے آپ کے ساتھ یکجہتی کا بھی اظہار کیا ہے۔

The House is adjourned for 15 minutes for Mughrib prayers.

\----------

(The House was then adjourned for' Maghrib' prayers.)

[وقفہ برائے مغرب کے بعد اجلاس زیر صدارت جناب قائم مقام چیئرمین (جناب صابر علی بلوچ) شروع ہوا۔]

\----------

جناب قائم مقام چیئرمین: جی ساجد میر صاحب۔

سینیٹر پروفیسر ساجد میر: شکریہ۔ جناب چیئرمین! فرحت اللہ بابر صاحب بڑی مدلل اور بڑی خوبصورت گفتگو کرتے ہیں۔ آج انہوں نے جو Motion House میں پیش کیا، اس میں انہوں نے Islamic Ideology Council کی working and performance کو discuss کرنے کے لیے ایوان کو متوجہ کیا ہے۔ ہمیں یہ کہا جا رہا ہے کہ صرف working and performance کی بات کریں لیکن مسئلہ یہ ہے کہ جناب بابر صاحب نے working and performance کی بات کرتے ہوئے تان اس بات پر آ کر توڑی کہ اب اس کونسل کی ضرورت باقی نہیں رہی اس لیے اس کو ختم کر دینا چاہیے۔ اس لیے ظاہر ہے کہ صرف ان ہی الفاظ تک محدود نہیں رہا جاسکتا بلکہ اس بات پر بھی تبصرہ دوست کریں گے اور یہ ان کا حق ہے کہ وہ کریں بلکہ ہمارے ایک اور ساتھی نے جو اس وقت موجود نہیں ہیں scope of discussion کو اس سے بھی زیادہ بڑھا دیا، پھیلا دیا اور پاکستان بنانے اور بننے کی وجہ اور بانی پاکستان کے کردار کو بھی اس سلسلے میں زیر بحث لے آئے۔ میرے خیال میں، میں یہ دعویٰ کرنے میں حق بجانب ہوں کہ جناب قائداعظم محمد علی جناح نہ صرف گزشتہ صدی کے بلکہ گزشتہ بہت سی صدیوں کے پاکستان میں ہی نہیں، عالم اسلام میں ہی نہیں بلکہ پوری دنیا میں most honest leader اور most honest politician ہیں۔ نہ صرف مالی لحاظ سے بلکہ intellectual honesty کے عروج پر پہنچے ہوئے تھے اور ان جیسے intellectually honest انسان سے، لیڈر سے یہ توقع نہیں کی جاسکتی کہ اس کے قول و فعل میں یا اس کے اقوال میں تضاد پایا جائے۔

اکثر حوالہ دیا جاتا ہے اور آج بھی جناب قائدِاعظم کی 11 اگست کی دستور ساز اسمبلی میں تقریر کا حوالہ دیا گیا۔ میں گزارش کروں گا کہ اس کے بعد ہونے والی اور اس سے پہلے ہونے والی قائدِاعظم کی تقاریر بھی دیکھی جائیں۔ اسٹیٹ بینک کی opening کے موقع پر تو انہوں نے یہاں تک کہہ دیا کہ اسٹیٹ بینک کو اس ملک کا اقتصادی نظام، اسلامی خطوط پر لانے اور ڈھالنے کی طرف توجہ دینی چاہیے۔ اسی طرح ان کی اسلامیہ کالج، پشاور میں تقریر ہے، اس کے علاوہ بھی بہت سی تقریریں ہیں۔ پاکستان بننے سے پہلے جب ان سے پوچھا گیا کہ پاکستان کا آئین کیا ہوگا تو ان کے الفاظ ہیں کہ میں پاکستان کا آئین دینے والا کون ہوں، پاکستان کا آئین بنیادی طور پر قرآنِ پاک کی شکل میں ہمارے پاس موجود ہے۔ میں گزارش کروں گا کہ اس چیز کو متنازع نہ بنایا جائے اور اس کو زیرِ بحث نہ لایا جائے۔

جناب چیئرمین! موضوع کی طرف براہِ راست آتے ہوئے میری گزارش یہ ہے کہ اسلام نہ صرف ہمارے اس ملک کی وجہ تخلیق ہے بلکہ ہمارے دستور کا ایک لاینفک اور لازمی حصہ ہے۔ یہ دوست جو سیکولر لابی سے، شاید قادیانی لابی سے دانستہ یا نادانستہ متاثر ہو کر کہہ دیتے ہیں کہ فلاں چیز کی ضرورت نہیں ہے اور we will live as Muslims, we will die as Muslims. بڑی خوبصورت بات ہے لیکن آپ پسند کریں یا نہ کریں اسلام ایک totalitarian religion ہے۔ It demands your whole self. اسلام کی بات کرنا، اسلام کے نعرے لگانا، اسلام کا دعویٰ کرنا اور یہ کہنا کہ politics کو اس سے باہر رکھیں، اقتصادیات کو اس سے باہر رکھیں، پارلیمنٹ کو اس سے باہر رکھیں، دستور کو اس سے باہر رکھیں، میں نرم الفاظ استعمال کرنے کا قائل ہوں، یہ اسلام کے تقاضوں کے مطابق نظر نہیں آتا۔

جناب چیئرمین! اصل میں اس طرح کی قراردادیں اور اس طرح کی گفتگو کسی کا بھی مقصد پورا نہیں کر سکتیں۔ اگر مقصد یہ ہے کہ پاکستان کو ایک سیکولر ملک کے طور پر پیش کیا جائے اور اسلام کا تعلق صرف مساجد سے ہو تو یہ ممکن نہیں ہے۔ ہمارا دین کوئی کوٹ نہیں ہے، کوئی واسکٹ نہیں ہے کہ جمعے کے جمعے اسے پہن لیا اور جمعے کی نماز پڑھ کر اسے اتار دیا۔ یہ پورا self demand کرتا ہے۔ اس کا تقاضا یہ ہے کہ دن رات اور چوبیس گھنٹے اس کی روشنی اور ہدایات میں گزریں، politics بھی اس کے مطابق ہو، اقتصادیات بھی اس کے مطابق ہو اور ساری زندگی اس کے مطابق ہو۔ اس سے آگے چل کر جہاں تک دستور کا تعلق ہے، اگر آپ چاہتے ہیں کہ اس ملک کو secular lines پر لایا جائے تو اس کے لیے آپ کو دستور میں بہت سی قطع و برید کرنی پڑے گی۔

میرے شعروں والے دوست، مشاہد اللہ موجود نہیں ہیں، مجھے ایک شعر یاد آرہا ہے:

گر نام سے ہے داغ کے نفرت، تو مٹا دو
عاشق کے دلِ گرم سے، زاہد کی جبیں سے

یعنی یہ نام مٹایا نہیں جاسکتا ہمارے دلوں سے اور آپ کے دلوں سے بھی۔ جناب! دستور کا آرٹیکل 2 دیکھیں جو واضح طور پر کہتا ہے کہ:

> "Islam shall be the state religion of Pakistan."

ہمارا دستور، اسلام کو، دین کو state religion کے طور پر جانتا اور پہچانتا ہے۔ اس کو آپ کیسے فارغ کر سکتے ہیں؟ اس کو آپ کیسے اپنی discussion سے الگ کر سکتے ہیں؟ اس کو کیسے آپ اپنی politics سے الگ کر سکتے ہیں؟ اس کو کیسے آپ اپنی اقتصادیات سے، اپنی economy

سے الگ کرسکتے ہیں؟ کسی چیز سے اسے الگ نہیں کیا جاسکتا۔ اسی طرح آپ Objectives Resolution کو دیکھیں، وہ بھی شاید آپ کو بہت پسند نہ ہو اور اس کو خاص طور پر دستور کا باقاعدہ حصہ بنایا جانا آپ کو پسند نہ ہو لیکن وہ دستور کے حصے کے طور پر آج بھی موجود ہے۔ ریاست کے Principles of Policy میں واضح طور پر کہا گیا ہے کہ:

> "Steps shall be taken to enable the Muslims of Pakistan, individually and collectively, to order their lives in accordance with the fundamental principles and basic concepts of Islam"

اسلامی نظریاتی کونسل کیا کرتی ہے اور اس کا function کیا ہے؟ بنیادی طور پر اور specifically اس کا یہی function ہے کہ جو Principles of Policy میں بتایا گیا اور مقرر کیا گیا ہے۔ آرٹیکل 230 دیکھیں، اس کے functions کیا ہیں:

> "To make recommendations to [Majlis-e-Shoora (Parliament)] and the Provincial Assemblies as to the ways and means of enabling and encouraging the Muslims of Pakistan to order their lives individually and collectively in all respects in accordance with the principles and concepts of Islam as enunciated in the Holy Quran and Sunnah;"

جناب چیئرمین! میں یہ کہتا ہوں کہ جب تک یہ مقصد باقی ہے، پاکستان کے مسلمانوں کو اسلام کے مطابق زندگی بسر کرنے کے لیے سہولیات اور guidance فراہم کرنا اور جب تک یہ مقصد باقی ہے اس وقت تک Islamic Ideology Council کی ضرورت بھی باقی ہے۔ اس سے آگے چل کر ایک اور function جو (c) میں دیا گیا ہے:

> "To make recommendations as to the measures for bringing existing laws into conformity with the Injunctions of Islam........."

یہاں میں سوال کرتا ہوں کہ کیا ہمارے سارے قوانین injunctions of Islam کی روشنی میں بن گئے ہیں؟ اگر بن گئے ہیں تو پھر آپ بات کریں کہ اس Council of Islamic Ideology کی ضرورت نہیں ہے۔ میرے خیال میں ہمیں کونسل کی working and

performance ضرور دیکھنی چاہیے لیکن اس کے ساتھ اپنی working and performance as parliamentarians بھی دیکھنی چاہیے۔ ہمارا یہ بھی حق بنتا ہے کہ ہم پارلیمنٹ کی working دیکھیں، اور کسی حوالے سے نہیں بلکہ صرف اسی حوالے سے۔ آپ اسی آرٹیکل 234 کا (4) دیکھیں:

> "The report, whether interim or final, shall be laid for discussion before both Houses and each Provincial Assembly within six months of its receipt....."

اسلامی نظریاتی کونسل کی کون سی رپورٹ ہے، الماریاں بھری ہوئی ہیں، کون سی رپورٹ ہے کہ ہم اپنا یہ فرض جو آئین نے ہم پر عائد کیا ہے، اس کو ادا کرتے ہوئے اسے زیرِ بحث لائے ہوں اور صرف اسے زیرِ بحث لانا مقصود نہیں، آگے بھی پڑھ لیں:

> "and [Majlis-e-Shoora (Parliament)] and the Assembly, after considering the report, shall enact laws in respect thereof within a period of two years of the final report."

یہ تو کہا جا رہا ہے کہ وہ final report دے چکے ہیں اور اب انہیں فارغ کریں حالانکہ یہ آئین میں کہیں درج نہیں کہ final report کے بعد انہیں فارغ کریں۔ ہم نے نہ پہلی رپورٹوں کو discuss کیا اور نہ final report کو، اپنا فرض ہم نے ادا نہیں کیا جبکہ ہم کونسل پر زور دے رہے ہیں کہ وہ اپنا فرض ادا کرے اور اگر نہیں ادا کرتی تو اسے فارغ کر دیا جائے۔ آئین قطعاً یہ نہیں کہتا کہ سات سال کے بعد وہ ختم ہو جائے گی۔ اس سلسلے میں آئین بالکل خاموش ہے بلکہ جیسے میں نے کہا کہ جب تک Principles of Policy کے مطابق اور قرآن و سنت کی روشنی میں، ہمارے سارے laws نہیں بنتے، اس وقت تک اس کونسل کی رہنمائی کی ضرورت رہے گی۔

جناب چیئرمین! جہاں تک تعلق ہے اس بات کا کہ اس میں political parties کو نمائندگی دی گئی ہے، اس پر بات ہو سکتی ہے اور اس پر غور ہو سکتا ہے۔ اس میں نمائندگی کو بہتر بنایا جا سکتا ہے لیکن یہ بات کہنا کہ political parties کی وجہ سے انہوں نے کوئی غلط فیصلہ دیا ہے، غلط فیصلہ دیا ہے تو ملک میں دوسرے علماء موجود ہیں، وہ اس پر بات کر سکتے ہیں۔ ہر discipline اور ہر knowledge کی branch کے لیے ماہرین کی ضرورت ہوتی ہے۔ ہم سب Islamic knowledge کے ماہرین نہیں ہیں۔ اس لیے اس پر ایسے ہی بات کر دینا مناسب

نہیں ہے۔ آپ pinpoint کریں کہ انہوں نے اسلام کی روشنی میں فلاں چیز غلط کہی ہے۔ مثلاً DNA کی بات ہوئی کہ وہ ایک primary or basic evidence کے طور پر استعمال نہیں ہو سکتا، درست بات ہے، supporting evidence کے طور پر، circumstantial evidence کے طور پر وہ استعمال ہو سکتا ہے، یقیناً ہو سکتا ہے لیکن اسی پر depend کرنا یا کہنا کہ یہی کافی ہے، یہ عقل کے بھی خلاف ہے اور دین کے بھی خلاف ہے، اس پر انہوں نے کوئی غلط بات نہیں کی۔ اگر انہوں نے کہا کہ old people homes بنائیں، اگرچہ ہمارے دین کا تقاضا ہے کہ اولاد خود بوڑھے والدین کی خدمت کرے، اپنے گھروں میں انہیں عزت و احترام کے ساتھ رکھے اور بہتر بات یہی ہے لیکن اگر کوئی اپنا یہ فرض نہیں ادا کرتا تو پھر state کا فرض ہوتا ہے کہ اولاد کی طرف سے جو کمی آرہی ہے وہ اسے پوری کرنے کی طرف توجہ دے، اس میں کوئی گناہ نہیں ہے اور نہ اس میں کوئی زیادتی کی بات ہے۔ اسی طرح ان کی باقی recommendations ہیں، انہیں باقی علماء یا کوئی اور دینی دلائل کی روشنی میں، قرآن و سنت کی روشنی میں یقیناً discuss کر سکتا ہے، refute کر سکتا ہے، ان کے خلاف بات کر سکتا ہے، دلائل دے سکتا ہے لیکن قرآن و سنت کے دلائل کے ساتھ بات کرے۔ ایسے ہی یہ کہہ دینا کہ انہوں نے ایک غلط فیصلہ دیا ہے، اس لیے اسے ختم کر دیا جائے، میں سمجھتا ہوں کہ یہ اُس lobby کو تقویت دینے والی بات ہے جو پاکستان کو ایک اسلامی ملک نہیں دیکھنا چاہتی۔ اس لیے ان باتوں سے گریز کرنا چاہیے۔ شکریہ۔

جناب قائم مقام چیئرمین: شکریہ۔ سردار علی خان صاحب۔

سینیٹر سردار علی خان: شکریہ، جناب چیئرمین! میں سمجھتا ہوں کہ آج جو بحث ہو رہی ہے، اس میں بابر صاحب نے ایسی کوئی بات نہیں کی یا شاید میں نے وہ بات نہ سنی ہو۔ وہ basically یہ کہنا چاہ رہے تھے کہ اگر اس قسم کی کوئی ضرورت ہو تو وہ اقدامات کرنے چاہییں۔ اس کے بعد کرنل صاحب نے بات کی and I have a lot of respect for him لیکن میں ایک بات آپ کے notice میں لانا چاہ رہا ہوں کہ Constitution کے Preamble میں بڑا clear ہے کہ؛

> "Wherein the principles of democracy, freedom, equality, tolerance and social justice, as enunciated by Islam, shall be fully observed;"

ایک بات اور اس کے بعد یہ ہے کہ

"Wherein the Muslims shall be enabled to order their lives in the individual and collective spheres in accordance with the teachings and requirements of Islam as set out in the Holy Quran and Sunnah;"

جناب چیئرمین! یہاں دوسری بات قائداعظم کے حوالے سے کہی گئی اور Constitution کے Preamble میں لکھا ہوا ہے؛

"Faithful to the declaration made by the Founder of Pakistan, Quaid-i-Azam Mohammad Ali Jinnah, that Pakistan would be a democratic State based on Islamic principles of social justice".

میں Leader of the House and Leader of the Opposition کی توجہ اس طرف مبذول کروانا چاہتا ہوں کہ یہ بہت ضروری بات ہے، اس پر time دیا جائے اور Constitution کو سامنے رکھتے ہوئے ہم ایک فیصلہ کریں کہ آئین میں کیا لکھا ہوا ہے اور ہم یہاں جب بھی speech کریں تو ہمیں کیا کہنا چاہیے اور کیا نہیں کہنا چاہیے؟ میں اس پر کوئی individual scoring نہیں کرنا چاہتا کہ مولانا صاحب نے کیا کہا، پیپلز پارٹی کی طرف سے کیا موقف آیا یا ایم کیو ایم کی طرف سے کیا موقف آیا بلکہ میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایک ایسا point ہے جس کے بارے میں ضروری ہے کہ یہ ایک مرتبہ clear ہوجائے کہ اس کے بارے میں Constitution کیا کہتا ہے؟ شکریہ۔

جناب قائم مقام چیئرمین: پیر محمد امین الحسنات شاہ صاحب۔

پیر محمد امین الحسنات شاہ (وزیر مملکت برائے مذہبی امور): جناب چیئرمین! میں جب پہلی مرتبہ قومی اسمبلی سے یہاں سینیٹ میں آیا تو مجھے اس کے ماحول نے بڑا fascinate کیا کہ یہاں ہمارے جتنے بھی دوست ہیں وہ سارے منجھے ہوئے سیاستدان ہیں اور جو بھی گفتگو کر رہا تھا بڑے دلائل اور مستحکم انداز میں بات کر رہا تھا، اس پر مجھے بڑی خوشی ہوئی۔ اس کے بعد میں گاہے بگاہے یہاں حاضر ہوتا رہا۔ آج اتنے بڑے parliamentarian محترم فرحت اللہ بابر صاحب کی زبان سے نکلے ہوئے جملوں کو میں بھلا نہیں پا رہا کہ انہوں نے non-issue کو issue بنا دیا ہے۔

جناب چیئرمین! ہمارا اپنے دین کے ساتھ ایسا تعلق نہیں ہے جو جمعرات کے جمعرات بدلتا رہے۔ مجھے سعید کرمانی صاحب کی ایک بات یاد آرہی ہے جس میں انہوں نے کہا تھا کہ جب پاکستان اور ہندوستان بن رہے تھے تو اس وقت ہندوستان میں مسلم لیگ اور کانگریس کے جلسے ہوتے تھے۔ ان جلسوں میں محمد رفیع نام کا ایک گلوکار کانگریس کے سٹیج پر جاتا، وہاں گفتگو کرتا اور بھجن پڑھتا۔ ایک دن گاندھی جی نے اس کا بھجن سنا اور بہت خوش ہوئے۔ انہوں نے اس سے کہا کہ مانگ تو کیا مانگتا ہے؟ اس نے کہا کہ رہنے دیں، آپ نے تو کچھ دینا نہیں ہے، گاندھی جی نے کہا کہ نہیں تم جو کچھ مانگتے ہو مانگو میں وہ دوں گا تو اس نے ایک سوال کیا کہ میں جو مانگوں گا آپ وہ دیں گے؟ گاندھی جی نے کہا ہاں دوں گا تو اس نے کہا کہ آج میں آپ سے دست بستہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اپنے تمام لوگوں سے کہہ دیں کہ مجھے رفیع نہ بلایا کریں بلکہ مجھے محمد رفیع بلایا کریں۔ جب گاندھی جی نے یہ بات سنی تو وہ سیٹ سے اچھل کر کھڑے ہوگئے اور کہنے لگے 'او مُسلو تمہارے اندر سے محمدیت نہیں جارہی'۔ جب تک سانس میں سانس ہے محمدیت باقی رہے گی۔ محترم ساجد میر صاحب گفتگو فرمارہے تھے اور میں نے بھی اس سوال پر اپنی وزارت اور کونسل سے جواب مانگا تھا۔ اس کے جواب کے آخر میں انہوں نے بتایا تھا کہ جب تک کوئی قانون، کوئی ضابطہ، کوئی report پارلیمنٹ کے دونوں ایوانوں میں پیش نہ ہو جائے، اس وقت تک اس پر discussion ممکن نہیں ہے۔ میں نہیں سمجھتا کہ ہمارے اتنے منجھے ہوئے سیاستدان ایسی بات کر جاتے ہیں جو ضابطے اور آئین کے خلاف ہوتی ہے۔

جناب چیئرمین! میں حیران ہو رہا تھا کہ یہ وہ لوگ ہیں جن کا پیپلز پارٹی سے بہت پرانا تعلق ہے۔ وہ 1973 کے آئین پر ہر وقت خوشی مناتے رہتے ہیں کہ ہم لوگوں نے 1973 کا آئین دیا اور یہ Islamic Ideology Council 1973 کے آئین ہی کا حصہ ہے۔ ہم یہ سمجھتے ہیں کہ اُس وقت leaders نے جو کچھ طے کیا وہ درست اور صحیح ہے۔ آج ان کو کیوں شک پڑ گیا کہ جناب ذوالفقار علی بھٹو کے بنائے ہوئے آئین میں ترمیم کی ضرورت پڑ گئی ہے۔ اس لیے میں جناب سے گزارش کرتا ہوں اور جس طرح ساجد میر صاحب نے بڑی خوبصورت بات کی ہے کہ ہمیں آئین اور ضوابط کو پیشِ نظر رکھنا چاہیے، آج ہم یہ کہیں کہ یہ ادارہ ختم کر دیا جائے، کیا اس ادارے کی ضرورت اور مقصد بدل گیا ہے؟ پہلے یہ مسلمانوں کی بستی تھی کیا آج یہ غیر مسلموں کی بستی بن گئی ہے کہ ہم اسے بدل دیں کیونکہ اب اس کی ضرورت نہیں رہی؟ میں جناب سے یہ عرض کرتا ہوں اور اپنے ان colleagues کو، جنہوں نے یہ خیال ظاہر کیا ہے کہ شاید اس

ادارے کو ختم کرنے کی ضرورت محسوس ہو رہی ہے، انہیں یقین دلا رہا ہوں کہ محمدِ عربی ﷺ سے جب تک رشتہ موجود ہے، یہ ادارے ختم نہیں ہو سکتے۔ پاکستان زندہ باد۔

جناب قائم مقام چیئرمین: راجہ صاحب! میرے خیال میں وزیر صاحب نے windup کر دیا ہے؟

سینیٹر راجہ محمد ظفر الحق: جناب چیئرمین! انہوں نے اس discussion میں حصہ لیا ہے، conclude نہیں کیا۔

جناب قائم مقام چیئرمین: وہ وزیر برائے مذہبی امور ہیں اور انہیں windup کرنا تھا۔

Senator Raja Muhammad Zafar-ul-Haq: Even if he is a Minister that does not mean that nobody else can speak.

جناب قائم مقام چیئرمین: ٹھیک ہے۔ کسی اور نے اس پر بات کرنی ہے؟ جی جعفر اقبال صاحب۔

سینیٹر چوہدری محمد جعفر اقبال: شکریہ جناب چیئرمین۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ as a member یہ تو ہماری ذمہ داری ہے کہ اس discussion میں participate کریں۔ خاص طور پر یہ issue ایسا ہے جس سے ----

(مداخلت)

Senator Ch. Muhammad Jaffar Iqbal: That was statement from the Minister. That was statement from the Minister under the rules.

Mr. Acting Chairman: Please go ahead.

سینیٹر چوہدری محمد جعفر اقبال: جناب چیئرمین! میں یہ سمجھتا ہوں کہ آئین کی روح اسلام ہے اور پاکستان اسلام کے نام پر ہی بنا ہے۔ پاکستان دنیا کا وہ واحد ملک ہے جو مذہب اور اسلام کے نام پر بنا اور اس پر دو رائے نہیں کہ یہ پاک وطن جو برصغیر کے مسلمانوں نے قائد اعظم کی leadership میں حاصل کیا تھا ہم زندگی سے ہٹ کر دوسری طرف جائیں اور خدا نخواستہ، خدانخواستہ اپنے آپ کو secular کا image دینے کی کوشش کریں۔

میں آپ کی توجہ اس طرف مبذول کراؤں گا کہ آئین میں بیسیوں جگہ پر اسلام کے حوالے سے لکھا ہے۔ اسلامی life کے حوالے سے میں عرض کروں گا کہ اگر آپ Article 31 پڑھیں تو اس کے title میں Islamic way of life لکھا ہوا ہے۔

Article 31 says, "Steps shall be taken to enable the Muslims of Pakistan, individually and collectively, to order their lives in accordance with the fundamental principles and basic concepts of Islam, and to provide facilities whereby they may be enabled to understand the meaning of life according to Holly Quran and Sunnah.

آگے پھر اس کی details ہیں۔ اور اسی طرح Senate rules میں 102 میں بڑا clear ہے جو یہ کہتا ہے کہ Bills یعنی یہاں جو بھی بل آتے ہیں، قانون سازی ہوتی ہے "Bills repugnant to the injunctions of Islam" مطلب یہ ہے کہ

if a member raises objections that the Bill is repugnant to the injunctions of Islam, he may move a motion and if it is supported by not less than two fifths of the total membership of the Senate, the question shall be referred to the Council of Islamic Ideology for the advice as to whether the Bill is or is not repugnant to the injunctions of Islam. Such a motion cannot be raised after the commencement of the motion of consideration of the Bill.

یعنی اگر rule in detail پڑھیں تو یہاں کوئی بھی ایسا قانون جو ہم بنانے جائیں گے یا بنانا ہوگا، اگر کوئی ممبر یہ سمجھتا ہے کہ اس کی روح اسلام کے منافی ہے یا اسلامی life کے منافی ہے تو یہ question بھی Islamic Ideology Council میں جائے گا۔

میں یہ سمجھتا ہوں کہ Islamic Ideology Council کا وجود اور اس کی اگر آپ composition دیکھیں تو اس میں سپریم کورٹ کے retired judges شامل ہیں، ہائی کورٹ کے retired judges شامل ہیں اور مختلف مکتبہ فکر کے لوگ اس کے ممبر ہیں۔ لہٰذا میں سمجھتا ہوں اس میں کسی stage پر غلطی کی گنجائش نہیں ہوسکتی۔ ہمارے honourable members جنہوں نے اپنی reservations show کی ہیں ان کو ایسی reservations جو public کی ہیں، میرے خیال میں ان کو کسی اخباری مطالعہ کے حوالے سے کوئی چیز آئی

ہے، اس میں ابہام ہوگا جیسا کہ honourable minister نے بھی کہا اور میرے ساتھی پروفیسر صاحب نے بھی کہا کہ کونسل کی رپورٹس جو یہاں honourable Senator اور ساتھی پروفیسر صاحب نے بھی کہا کہ کونسل کی رپورٹس جو یہاں آتی ہیں ان کو پڑھیں اور دیکھیں تو لامحالہ ان میں ابہام نہیں رہے گا۔ بہت شکریہ۔

جناب قائم مقام چیئرمین: سعیدہ اقبال صاحبہ، آپ کچھ بولنا چاہتی ہیں؟

سینیٹر سعیدہ اقبال: جی میں دو تین جملے عرض کروں گی۔ فاضل ممبران نے فرحت اللہ بابر صاحب کی motion کو اس کے context سے ہٹ کر لے لیا۔ انہوں نے Islamic Ideology Council کے کچھ فیصلوں یا suggestions کی روشنی میں بات کی تھی اور شریعت کورٹ کے حوالے سے کہا تھا کہ یہ دو متوازن ادارے ہیں اور دونوں ایک ہی کام کر رہے ہیں۔ جہاں تک اسلام کی بات ہے تو یہاں اسلام کے بارے میں کوئی controversy نہیں ہے۔ پاکستان کے Islamic republic ہونے کے بارے میں کوئی controversy نہیں ہے۔ آئین بھی اس کا ضامن ہے اور ہم سب اس کو دل و جان سے مانتے ہیں مگر debate کو اس طرف لے جانا کہ بابر صاحب نے کسی non-issue کو issue بنالیا یا مشہدی صاحب نے قادیانیت کے انداز میں بات کی ہے، اس طرح کی الزام تراشی ہمیں نہیں کرنی چاہیے۔ ہمیں یہ دیکھنا چاہیے کہ انہوں نے چار چیزوں کی بات کی تھی کہ آپ سمجھتے ہیں کہ DNA test بنیادی evidence نہیں ہوسکتا۔ ہوسکتا ہے میں اور بابر صاحب یہ سمجھیں کہ اس کو ہونا چاہیے کیونکہ یہ ایک scientific چیز ہے اور Islam is not against science اس پر بات ہوسکتی ہے کہ اس میں کیا غلط ہے مگر اس کو اسلام کے دائرے میں نہیں لانا چاہیے کہ یہ Islamic ہے یا نہیں ہے۔

Islamic Ideology Council بے شک دیگر بہت سے اداروں کی طرح بھٹو صاحب کے زمانے میں وجود میں آئی مگر وہ جو کام کر رہی ہے اور اس کی pronouncements 1997 میں جب یہاں پر پہنچیں تو وہ کیوں discuss نہیں کی گئیں۔ 1997 میں یہاں کون بیٹھا ہوا تھا؟ جب وہ یہاں discuss نہیں کی گئیں اور پھر ایک شریعت کورٹ بنادی گئی تو بابر صاحب نے ایک motion کو یہاں introduce کیا اور انہوں نے چار issues پر بات کی۔ ان چار issues پر میرے یا بابر صاحب کے درمیان اختلاف ہوسکتا ہے۔ بابر صاحب نے ہرگز یہ نہیں کہا کہ Islamic Ideology Council, non-islamic ہے یا پاکستان کا Constitution اسے approve نہیں کرتا۔ جو بات انہوں نے کہی وہ recent pronouncements کی ہے۔ میں ذاتی طور پر یہ سمجھتی ہوں کہ بابر صاحب نے بالکل صحیح کہا

کہ سیاسی پارٹیوں کے عہدے دار اس میں نہیں ہونے چاہییں۔ علماء کا اصل ترجمہ سائنس دان ہیں۔ ایسا نہیں ہے کہ درس نظامی جس نے نہیں پڑھا وہ اسلام کے بارے میں بات نہیں کر سکتا۔ ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ بہت سارے ایسے لوگ جو اسلامی مدرسوں میں نہیں پڑھ رہے ہیں اور جو عام سکولوں اور کالجوں میں پڑھ رہے ہیں یا اپنے طور پر پڑھ رہے ہیں وہ بھی اپنے interest کے لیے اپنے مذہب کو دل سے پڑھ سکتے ہیں اور اس کی گہرائیوں میں جا سکتے ہیں۔ کچھ لوگوں کو اس کا دعوے دار نہیں ہونا چاہیے کہ وہ اسلام کے ٹھیکے دار ہیں یا Islamic or Quranic injunctions کے ٹھیکے دار ہیں یا آئین میں جو اسلامی شقیں ہیں ان کو صرف وہی جانتے ہیں۔ فرحت اللہ بابر صاحب بھی اس کو خوب جانتے ہیں، کرنل مشہدی بھی خوب جانتے ہیں۔ اگر ان کا کچھ باتوں پر اختلاف رائے ہے تو اس کو سمجھنا چاہیے۔ آپ کو اپنا point of view رکھنے کا حق ہے اور ان کو اپنا point of view رکھنے کا حق ہے مگر ان کی غیر موجودگی میں الزام تراشی کرنا اور ان کو کوئی نام دینا اچھی بات نہیں ہے۔ شکریہ۔

جناب قائم مقام چیئرمین: بہت شکریہ جی۔ راجہ صاحب please conclude the debate.

Conclusion of Discussion on the Council of Islamic Ideology.

Senator Raja Muhammad Zafar-ul-Haq: Sir, thank you very much. I will confine myself strictly to the issue. discussion میں الفاظ یہ ہیں کہ Commenced motion under 218 on the following motion moved by Mr. Farhatullah Babar on the 13th of January 2014. اس motion کے الفاظ یہ ہیں کہ "This House may discuss the working and recent pronouncements of Council of Islamic Ideology." انہوں نے اس پر یہاں جو بحث کی وہ ریکارڈ پر موجود ہے۔ انہوں نے اس میں دو حصے رکھے۔ ایک تو یہ کہ Council of Islamic Ideology final report 1997 میں دے چکی ہے لہذا جب وہ final report آگئی ہے تو اس کے بعد اب اس کی ضرورت نہیں ہے، نمبر ایک۔ دوسرا انہوں نے یہ فرمایا کہ ان کی recent pronouncements ایسی ہیں کہ جو اس بات کا تقاضا کرتی ہیں کہ اس Islamic

Ideology Council کو ختم کردیا جائے اور اس کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ ان کی یہ pronouncements غلط ہیں۔

پہلی بات تو یہ ہے کہ جب کونسل آئین کے دائرے کے اندر اپنی کوئی رپورٹ پیش کرتی ہے تو وہ both houses of the Parliament. میں آتی ہے اور وہاں discuss ہوتی ہے۔ یہ پتا اخبارات کے ذریعے سے نہیں لگنا چاہیے بلکہ کونسل کی رپورٹ کے ذریعے سے لگنا چاہیے۔ جب اس پر بحث ہوتی ہے تو پھر ہر ایک کو حق حاصل ہے کہ وہ اس پر تنقید کرے یا اس کو اچھا جانے اور اگر اس میں کوئی اضافہ کرنا ہے تو اضافہ کرسکے لیکن یہ کہنا کہ چونکہ یہ final report دے چکی ہے لہذا اب اس کی ضرورت نہیں رہی، میں سمجھتا ہوں کہ یہ آئین کی دفعات پر غور نہ کرنے اور نہ سمجھنے کے مترادف ہے۔ Article 227 جس کے ذریعے سے یہ تشکیل پاتی ہے اس کے parameters میں یہ لکھا ہوا ہے کہ

> "There shall be constituted within a period of 90 days from the commencing day of the Council of Islamic Ideology in this part referred to as the Islamic Council."

یعنی جب یہ آئین commence ہوجائے گا تو within 90 days ایک کونسل بنائی جائے گی اور اس کے یہ فرائض ہوں گے۔ اس میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ

> "Islamic Council shall consist of such members being not less than eight and not more than twenty as the President may appoint from amongst persons having knowledge of the principles and philosophy of Islam as enunciated in the Holly Quran and Sunnah or understanding of the economic, political, legal or administrative problems of Pakistan."

So, it is not only Islamic theology but there are host of other issues جس کے بارے میں اگر اس کا Islamic یا religious aspect بنتا ہے۔

Senator Raja Muhammad Zafar-ul-Haq: It is not only Islamic theology but there are most of the other issues

جس کے بارے میں اگر کوئی Islamic or religious aspect بنتا ہے، اس کے بارے میں بھی وہ اپنی رائے دیں۔ ایک رائے ہے۔ اس کے بعد

3.) "while appointing members of the Islamic Council, the President shall ensure that (a) so far as practicable various schools of thought are represented in the Council;"

اس لیے آپ دیکھتے ہیں کہ جب اس کی تشکیل ہوتی ہے تو اس میں تمام مکاتب فکر کے علماء یا judges یا scholars اس میں لیے جاتے ہیں۔ نمبر ۲

b) "Not less than two of the members are persons each of whom is, or has been a judge of the Supreme Court or of a High Court;

c) Not less than [one third] of the members are persons each of whom has been engaged, for a period of not less than fifteen years, in Islamic research or instruction and;

d) at least one member is a woman.

4.) The President shall appoint one of the members of the Islamic Council to be the Chairman thereof.

5.) Subject to Clause (6), a member of the Islamic Council shall hold office for a period of 3 years."

لہذا یہ بدلتا رہتا ہے۔

6.) "A member may, by writing under his hand addressed to the President, resign his office or may be removed by the President upon the passing of a resolution for his removal by a majority of the total membership of the Islamic Council."

Now 229:-

"The President or the Governor of a Province may, or if two fifths of its total membership so requires, a House or a Provincial Assembly shall, refer to the Islamic Council for advice any question as to whether a proposed law is or is not repugnant to the Injunctions of Islam.

صدر صاحب یا گورنر (کسی صوبے کے گورنر) بھی یا 2/5th of the total membership وہ اس کو بھیج سکتے ہیں پھر functions ہیں۔

"Functions of the Islamic Council shall be:-

a) to make recommendations to Majlis-e-Shoora Parliament and the Provincial Assemblies as to the ways and means of enabling and encouraging the Muslims of Pakistan to order their lives individually and collectively in all respects in accordance with the principles and concepts of Islam as enunciated in the Holy Quran and Sunnah;
b) to advise a House, a Provincial Assembly, the President or a Governer on any question referred to the Council as to whether proposed law is or is not repugnant to the Injunctions of Islam;
c) to make recommendations as to the measures for bringing existing laws into conformity with the Injunctions of Islam and the stages by which such measures should be brought into effect; and
d) to compile in a suitable form, for the guidance of [Majlis-e-Shoora] (Parliament) and the Provincial Assemblies, such Injunctions of Islam as can be given legislative effect.

2. When, under Article 229, a question is referred by a House, a Provincial Assembly, the President or a Governor to the Islamic Council , the Council shall, within fifteen days thereof, inform the House, the

Assembly, the President or the Governor, as the case may be, of the period within which the Council expects to be able to furnish that advice.

جب اس کی یہ proposals آجاتی ہیں تو وہ کہتے ہیں کہ

--- where a law is referred for advice to the Islamic Council and the Council advises that the law is repugnant to the Injunctions of Islam, the House or, as the case may be, the Provincial Assembly, the President or the Governor shall reconsider the law so made.

4. The Islamic Council shall submit its final report within seven years of its appointment, and shall submit an annual interim report.

سات سال تک interim reports آئیں گی، پھر سات سال کے بعد سات سال کی reports کا compendium بن جائے گا پھر اس کو سات سالہ final report سمجھا جائے گا لیکن اس سے کونسل کا وجود ختم کرنے کی بات نہیں ہے کہ اب اسے کام نہ کرنے کا order issue ہو جائے گا بلکہ اس کا کام جاری رہتا ہے۔

جب یہ سات سالہ فائنل رپورٹ پیش ہو جاتی ہے تو اسمبلی یا جو پارلیمنٹ ہے

"---after considering the report shall enact laws in respect thereof within a period of two years."

سات سال وہ ہو گئے اور دو سال یہ ہو گئے ہیں تو نو سالوں کے بعد آپ یہ توقع کرتے ہیں کہ اس پر عمل درآمد ہوا ہے یا نہیں ہوا ہے۔ یہ سات سال کونسل کی formation کے بعد ہوں گے اور اس میں آپ دو سال add کرتے ہیں جو پارلیمنٹ کے اندر یا Provincial Assembly کے اندر اس کی consideration میں لگتے ہیں۔ اس طرح نو سال کا سلسلہ چلتا رہے گا۔ بعض لوگ تو اس بات کو اس طرح بھی لیتے ہیں کہ اسے لمبا اس لیے کیا گیا ہے کہ یہ کام جلدی جلدی نہ ہو بلکہ بہت وقت لگے۔ ٹھیک ہے، لیکن دوسری رائے شاید یہ ہو سکتی ہے کہ consideration میں اتنی جلدی نہیں کرنی چاہیے بلکہ پوری بحث و تمحیص کے بعد اس کے اوپر عمل درآمد ہونا چاہیے۔ یہاں آپ دیکھیں کہ اگر اس کو یہ کہا گیا ہے کہ جی اس کا کام ہے کہ پھر ہر سال اور پھر جو سوال refer ہوں وہ کونسل کی طرف سے consider کیے جائیں، پھر ان کا ایک جواب بھی تیار کر کے جس

body نے ان کو بھیجا ہے، جس آفس نے ان کو بھیجا ہے، President ہو یا گورنر ہو، اس کو واپس بھیجتے ہیں۔ اس کے بعد بھی یہ کام جاری رہتا ہے چونکہ legislation جاری رہتی ہے۔ اگر legislation کو سات سال کے بعد ختم ہو جاتا ہے پھر آئندہ واقعی سات سال کے بعد ان کا کام نہیں رہ جاتا لیکن اگر یہ advice اس کے بعد بھی دی جاتی ہے، اس کے بعد بھی legislation ہوتی ہے، اس کے بعد بھی reference ہو سکتا ہے، یہ نہیں کہا گیا کہ سات سال کے بعد نہ President نہ Governor نہ اسمبلی کوئی reference بھیج سکتی ہے تو پھر بات سمجھ میں آتی ہے لیکن اس کے بعد بھی یہ continuous process ہے تو وہ body بھی continue کرے گی۔ پھر یہ نہیں کہا جائے گا کہ اس کے بعد اس کے chapter کو بھی نکال دیا جائے گا۔ اس کے آگے ایک بڑی تفصیل آجاتی ہے جو انہوں نے کہا کہ ابھی تین چار فیصلے انہوں نے ایسے کیے جو اخبارات کے ذریعے سے ہم تک پہنچے ہیں، ابھی کونسل کی رپورٹ نہیں پہنچی جس پر یہاں بحث کی جا سکے۔ اس میں بھی انہوں نے sarcastic language استعمال کی ہے۔ جس سے میں سمجھتا ہوں کہ اس سے دکھ ہوا ہے کہ pearls of wisdom انہوں نے یہ کہے ہیں اور پیرا یہ تھا کہ انہوں نے کہا کہ جو DNA test ہے اس کے بغیر کوئی اور کام نہیں ہو سکتا، سزا نہیں دی جا سکتی۔ میں نے Evidence Act منگوایا۔ اس میں dozens of rulings ہیں کہ جو medical evidence ہوتا ہے وہ ہمیشہ corroborative evidence ہوتا ہے، وہ ہمیشہ secondary evidence ہوتا ہے، جو primary evidence ہے سب سے پہلے وہ پیش کرنا چاہیے اور اس کو criticize بھی کیا ہے کہ جو doctors ہیں وہ postmortem report بھیجتے ہیں، لوگ کہتے ہیں کہ اس پر کوئی دو گھنٹے پہلے حملہ ہوا ہے اور یہ مارا گیا ہے لیکن اگر doctors کہیں کہ نہیں جی تین دن ہوئے ہیں یہ مارا گیا ہے تو doctor کی advice نہیں لی جائے گی، جب آدمی دو گھنٹے پہلے ہی مرا ہے تو پھر وہ کیسے اسے opt کریں گے اور جو eye witness کا primary evidence ہے جن کو آپ accept بھی نہ کر سکتے اور اس کو آپ یہ بھی نہیں کہہ سکتے ہیں کہ یہ جھوٹ بولنے والا آدمی ہے اور اس کے علاوہ اگر کوئی خاتون یہ کہتی ہے کہ فلاں آدمی نے میرے ساتھ زیادتی کی ہے، اگر rape کا کیس ہے، فلاں آدمی نے زیادتی کی ہے وہ primary evidence ہے کیونکہ وہ سب سے زیادہ سمجھتی ہے کہ کون شخص ہے جس نے اس کے ساتھ یہ جرم کیا ہے اور ادھر سے پیسے وغیرہ دلوا کر اور ایک اور آدمی کے DNA test کے اوپر وہ کہہ دیتے ہیں کہ نہیں جی اس نے نہیں کیا کسی اور نے کیا ہے۔ آج کیا نہیں ہو سکتا، فوٹوگرافی جوڑی جا سکتی ہے، کوئی اور کارروائی نہیں ہو سکتی، اس سے وہ یہ کہتے ہیں کہ اس قسم کی جو evidence ہے، technical قسم کی وہ corroborate تو کر سکتی

ہے اور corroboration بھی آپ کہہ سکتے ہیں کہ یہ ایک evidence کا accepted ذریعہ ہے لیکن صرف یہ کہنا کہ DNA test کروالیں اور اس کے بعد اور کوئی ضرورت نہیں ہے، اسلامی نظریاتی کونسل نے یہ کہا ہے کہ صرف DNA کے test کے اوپر کسی کے خلاف فیصلہ نہیں دیا جا سکتا، اس کو کوئی finality حاصل نہیں ہے۔ اس پر کتابیں اور rulings انڈیا کی بھی ہیں، پاکستان کی بھی ہیں کہ medical evidence corroborate تو کر سکتی ہے لیکن صرف اس کی بنا کے اوپر آپ کسی کو پھانسی کے پھندے پر یا سات یا دس سال قید نہیں کر سکتے۔

انہوں نے دوسری چیز یہ فرمائی ہے کہ جو لوگ blasphemy law میں کسی کے خلاف جھوٹا الزام لگا دیتے ہیں، اگر وہ جھوٹا ثابت ہو تو اس آدمی کے لیے کوئی سزا نہیں ہے، میں کہتا ہوں کہ یہ بھی غلط ہے۔ میں نے Penal Code منگوائی ہے، Penal Code کی Section 211 ہے، اگر وہ یہاں موجود ہوتے تو میں خود انہیں یہ کتاب دیتا کہ اس کو پڑھ لیں کہ اگر کسی نے کسی کے خلاف کسی جرم کرنے کا جھوٹا الزام لگایا ہو اور وہ شخص پھر بری ہو گیا ہو تو جس نے جھوٹا الزام لگایا ہے سات سال اس کی قید ہے۔ یہ بھی Penal code میں section 211 میں لکھا ہوا ہے۔ اس لیے یہ الزامات لگا کر یہ کہنا کہ اب اس کی ضرورت نہیں رہ گئی ہے۔ وہ ایسے لوگ ہیں جو pearls of wisdom ہماری طرف پھینکتے ہیں، کہنا ان کا یہ تھا کہ ایسے لوگ ہیں جن کو نہ قانون کا پتا ہے اور نہ عقل کا پتا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس قسم کے الزامات ان کی غیر حاضری میں لگا کر اس باڈی کو ختم کرنے کے لیے جو دلائل دیے ہیں میں ان سب دلائل کو مسترد کرتا ہوں اور میں کہتا ہوں کہ اس کو خود وہ review کریں کہ جو ان کا stand تھا وہ stand نہیں کرتا law and constitution کے سامنے۔

(اس موقع پر حکومتی اراکین نے ڈیسک بجائے)

سینیٹر میاں رضا ربانی: جناب چیئرمین! میں صرف اتنا کہہ سکتا ہوں کہ اس وقت جو مسائل ملک کو درپیش ہیں وہ نہایت ہی سنگین۔۔۔۔

جناب قائم مقام چیئرمین: رضا صاحب! یہ debate جو تھا اس کو windup تو کر دیں ناں۔

سینیٹر میاں رضا ربانی: انہوں نے windup کر دیا ہے۔

جناب قائم مقام چیئرمین: Windup تو کر دیا ہے۔ Just give me some time, has it been talked out? Yes it has been talked out.

Commenced Motion Under Article 148 Regarding Law and Order Situation in the Country.

Senator Mian Raza Rabbani: Thank you sir.

جناب چیئرمین! میں عرض کر رہا تھا کہ اس وقت جو خدشات وفاق پاکستان کو لاحق ہیں وہ نہایت ہی سنگین ہیں اور اسی لیے میں نے دانستہ طور پر جو motion ابھی talked out ہوا ہے اس پر بحث میں حصہ نہیں لیا کیونکہ میں سمجھتا ہوں کہ اس بات میں تو کوئی controversy نہیں ہے کہ پاکستان ایک Islamic ملک ہے لیکن اس بات پر ضرور اختلاف ہو سکتا ہے اور ہے اور دو مکتب ہائے فکر اس ملک میں موجود ہیں کہ وہ ایک fundamentalist state یا ضیاء الحق کی legacy کو ہم آگے نہیں بڑھنے دے سکتے۔

(اس موقع پر اپوزیشن اراکین نے ڈیسک بجائے)

جناب! پچھلے دنوں سے جو صورتحال ملک میں سامنے آرہی ہے اور جس طریقے سے حکومت اس کے اوپر خاموش تماشائی بن کر بیٹھی ہوئی ہے وہ نہایت تشویش کی بات ہے۔ سب سے پہلے تو جو بنوں کا واقعہ ہے اس میں اب غالباً 26 سے 27 لوگ شہید ہوئے ہیں۔ پھر کراچی میں تین journalists شہید کیے گئے۔ پھر کراچی میں ایک عالم اکرام کو شہید کیا گیا۔ پھر آج راولپنڈی کا incident ہے جس میں 13 لوگ شہید ہوئے۔ ہم ان تمام acts کی سختی کے ساتھ condemnation کرتے ہیں لیکن افسوس کی بات یہ ہے کہ یہ تمام acts ہو رہے ہیں اور حکومت ایک گومگو کے عالم میں ہے in a state of flux ہے۔ حکومت سے یہ بات طے نہیں ہو رہی ہے کہ آیا وہ مذاکرات میں پیش رفت کرے گی یا وہ کوئی اور راستہ اختیار کرے گی اور یہ state of flux جو موجود ہے اس state of flux کی وجہ سے جو دوسرے لوگ ہیں ان کو ایک تقویت مل رہی ہے، ان کو ایک موقع مل رہا ہے جس میں وہ اپنی forces کو regroup کر رہے ہیں اور ان کے حملے شدت اختیار کر رہے ہیں۔ حکومت کو اس state of flux سے نکلنا ہوگا اور اس کے ساتھ ساتھ جناب چیئرمین! یہ نہایت افسوس کی بات ہے کہ اتنے واقعات اور اتنے اہم issues اور آج دن تک پارلیمنٹ کا ایک joint session national security کے اوپر نہیں ہوا۔ APC بلائی گئی لیکن APC Parliament کا substitute نہیں ہے۔ اب اگر آئندہ کوئی بھی بحث ہونی ہے، اگر کوئی بھی فیصلہ ہونا ہے، اگر dialog یا کوئی اور راستہ حکومت نے اختیار کرنا ہے یا national security کی جو پالیسی آرہی ہے جو چھ مہینے سے آرہی ہے ابھی تک نہیں آئی، اگر اس کو زیر بحث لانا ہے تو پارلیمنٹ کا ایک joint session ہونا چاہیے جس کے اندر یہ تمام

یہاں پر پارلیمنٹ APC is not a substitute for Parliament. باتیں رکھی جائیں۔ کے اندر تمام stakeholders کو بلایا جائے، کیا ماضی میں نہیں ہوا؟ ماضی میں تمام stakeholders کو at the par of Parliament بلایا گیا۔ اگر آپ نے in camera session کرنا ہے، کوئی ایسی باتیں ہیں اور national security کی ہیں، ہم اس بات کو سمجھتے ہیں تو ماضی کی مثال موجود ہے، in camera session ہوا اور in camera session کے اندر تمام stakeholders موجود تھے اور پارلیمنٹ نے اپنی رائے دی اور joint resolution معرض وجود میں آئی۔ لہذا میں ایک بار پھر یہ کہنا چاہتا ہوں کہ حکومت اس state of flux سے نکلے اور حتمی طور پر کوئی فیصلہ کرے اور فیصلہ پارلیمان کے اندر ہونا چاہیے، فیصلے APCs کے اندر نہیں ہوسکتے۔

جناب چیئرمین! دوسری بات جو اسی سے linked ہے Government کے inertia کی جو بات ہے۔ امریکی کانگریس نے پرسوں ایک Bill pass کیا اور اس Bill میں یہ بات کہی گئی کہ پاکستان کی aid مشروط کر دی گئی اور یہ کہا گیا کہ آفریدی کو آپ چھوڑو گے تو یہ aid آپ کو ملے گی ورنہ نہیں ملے گی۔ افسوس کی بات ہے کہ دو دن اس بات کو گزر گئے ہیں لیکن نہ Foreign Office بولا ہے اور نہ حکومت کی طرف سے کوئی reaction آیا ہے۔ ہم امریکن کانگریس کے اس Bill کو condemn کرتے ہیں، یہ پاکستان کی internal affairs کے اندر کھلم کھلی مداخلت ہے۔

Afridi is a Pakistani citizen. Afridi is being tried under the laws of Pakistan. The United States has no right whatsoever to dictate to the Government and people of Pakistan as to what his fate should be or to dictate to the courts of Pakistan as to what his fate should be

لیکن افسوس کی یہ بات کہ وہ لوگ، اگر ڈرون حملے ہو جائیں تو بیٹھ کر بڑی بڑی باتیں کرتے ہیں لیکن یہاں پر ایک direct حملہ، ایک قانون ساز ادارہ ایک Bill pass کرتا ہے جس کے اندر یہ بات کہی جاتی ہے اور حکومت خاموش ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ حکومت کو ان دونوں چیزوں پر اپنا reaction دینا چاہیے۔

(اس موقع پر اپوزیشن اراکین نے ڈیسک بجائے)

جناب قائم مقام چیئرمین: حمزہ صاحب! آپ ذرا صبر کریں۔

سینیٹر حمزہ: میں نے تحریک التوا دی ہوئی ہے اس لیے میرا یہ حق بنتا ہے کہ مجھے ترجیح دی جائے۔

جناب قائم مقام چیئرمین: چلیں پھر آپ مہربانی کر کے وقت کا خیال رکھیں، آپ بزرگ ہیں۔

سینیٹر حمزہ: میں خیرات نہیں مانگتا، جو میرا حق ہے وہ میں مانگتا ہوں۔ میں عرض یہ کر رہا تھا کہ بنوں میں جو سانحہ ہوا ہے، جس میں بیس فوجی ہلاک ہوئے ہیں، اب ستائیس ہو گئے ہیں اس کے بعد اب راولپنڈی میں بھی اسی قسم کا ایک سانحہ ہو گیا ہے لیکن اس کا رد عمل ہوا کہ میاں نواز شریف جو وزیراعظم ہیں وہ سوئیٹزرلینڈ جا رہے تھے انہوں نے اپنا دورہ منسوخ کر دیا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ سانحہ ساری قوم کے لیے لمحہ فکریہ ہے کہ اتنی بڑی تعداد میں لوگ قتل ہو رہے ہیں اور یہ طالبان نے ساری قوم کو یرغمال بنایا ہوا ہے۔ کبھی ہم یہ سنتے ہیں کہ طالبان سے مذاکرات ہو رہے ہیں، مذاکرات ہوں گے، نہیں ہوں گے، کب ہوں گے، کیا نتیجہ نکلے گا؟ میں سمجھتا ہوں کہ یہ انتہائی اہم معاملات ہیں، اگر میری تحریک التواء لے لی جائے کیونکہ آج private member's day تھا تحریک التوا پر گفتگو نہیں ہو سکتی تھی لیکن اگر اس پر گفتگو ہوتی تو دو گھنٹے دونوں جانب سے اس پر تقریریں کرنے کا موقع ملتا اور قومی معاملات پر روشنی ڈالی جاتی۔

جناب چیئرمین! حقیقت یہ ہے کہ پاکستان کے ساتھ جو امریکہ کا سلوک ہے جیسے میاں رضا ربانی صاحب نے فرمایا ہے کہ اگر کوئی شخص اسامہ بن لادن کو لے جانے میں مدد دیتا ہے اور اس کو سزا دی جاتی ہے تو ہمیں مظلوم، کمزور اور غلام سمجھا جاتا ہے وہ کہتے ہیں ہم تمہاری امداد بند کر دیں گے، اس آدمی کو رہا کرو، ہمارے قومی معاملات میں، آزادی میں اس حد تک مداخلت ہے وہ ہمیں ایک آزاد مملکت تصور نہیں کرتے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ تمام چیزیں منظر عام پر آنی چاہییں۔ اتفاق سے آج آخری دن ہے اور آپ اجلاس کو prorogue کر رہے ہیں ورنہ میں سمجھتا تھا کہ میری جو تحریک التوا تھی اگر اس پر بحث ہوتی تو دونوں جانب سے ملکی و قومی معاملات جس نہج پر جا رہے ہیں اس پر گفتگو ہو سکتی تھی۔

جناب قائم مقام چیئرمین: شکریہ، جی خٹک صاحب۔

سینیٹر افراسیاب خٹک: جناب والا! آج بلوچستان سے ایک all parties delegation آیا تھا جس کی سربراہی ڈاکٹر عبدالمالک بلوچ، چیف منسٹر بلوچستان کر رہے تھے، وہ نواب ظاہر کانسی صاحب کی رہائی کے لیے آئے تھے جنہیں پچھلے دنوں اغوا کیا گیا ہے۔ ان کے

ساتھ ہماری بات ہوئی اور پارلیمنٹ کے باہر مظاہرہ بھی ہوا۔ جناب چیئرمین! یہ اس بات کا واضح طور پر اعتراف ہے کہ حکومتی اور اپوزیشن دونوں پارٹیاں مل کر آئی تھیں۔ اس کا معنی یہ ہے کہ حکومت مکمل طور پر بے بس ہے، اس میں کوئی شک نہیں ہے۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ بات کہاں پر اٹکی ہوئی ہے۔ اگر حکومت کے بس میں نہیں ہے تو پھر ریاست کا کیا کردار ہے؟ ریاست کیا کر رہی ہے؟ ریاست کے اندر جو parallel ریاست بن گئی ہے اس کے بارے میں ریاست کیا کرنے جا رہی ہے؟ مثال کے طور پر کل بنوں میں دھماکہ ہوا اس میں فوجی شہید ہوئے، آج راولپنڈی میں ہوا، اس سے پہلے کراچی میں صحافیوں پر حملہ ہوا اور ہر دفعہ لوگوں کو پانچ منٹ کے بعد فون کر کے کہا کہ ہم نے کیا ہے۔ یہ لوگ کہاں پر بیٹھے ہوئے ہیں، یہ لوگ پاکستان میں بیٹھے ہوئے ہیں، کونسے پاکستان میں جو ایٹمی طاقت ہے۔ کون سے پاکستان میں، جو ایشیا کی فوجی طاقتوں میں ایک بڑی فوجی طاقت ہے اس کے اندر ایک اور state قائم ہے۔ چار چار سال سے قیدی ان کی جیلوں میں پڑے ہوئے ہیں، سفیر اغوا کئے گئے، تین، تین، چار، چار سال کے بعد کروڑوں روپے دے کر ان کو چھڑایا گیا۔ دلچسپ بات یہ ہے کہ ہماری حکومت کی دونوں ایجنسیوں شمالی اور جنوبی کے ساتھ 2008 ,2007 میں معاہدے ہوئے ہیں، یہ معاہدے ٹوٹتے نہیں ہیں یہ banana republic ہیں، ہم کہاں کھڑے ہیں؟ کون آئے گا ہمارے قیدیوں کو چھڑانے کے لیے؟ میں یہ بھی سوال اٹھانا چاہوں گا کہ ہماری سرزمین پر ہزاروں دہشت گرد بیٹھے ہوئے ہیں، ملکی بھی ہیں اور غیر ملکی بھی ہیں۔ وہ ہماری عوام کے خلاف، ہمارے ریاستی اداروں کے خلاف بھی کارروائی کرتے ہیں اور باہر کے ملکوں میں جا کر کارروائیاں کرتے ہیں۔ ڈرون کے حملے غلط ہیں لیکن ان کی موجودگی بھی غلط ہے۔ اس موجودگی کے خلاف کون آواز اٹھائے گا، کون بحث کرے گا؟ ظاہر ہے حکومت کے بس میں بات نظر نہیں آتی، آٹھ مہینے ہوگئے ہیں، پچھلی حکومت کی پالیسی غلط تھی اس لیے بدامنی تھی، اب تو ٹھیک پالیسی ہے اب امن کیوں نہیں ہو رہا؟ آخر میں کہوں گا کہ ذمہ داری کون لے گا، اگر حکومت ذمہ داری نہیں لے سکتی تو کون ذمہ داری لے گا؟ ہم کہتے ہیں کہ باہر کے لوگوں کا ہاتھ بھی ہوگا لیکن تندور کس نے گرم کیا ہے، روٹیاں اس میں اور لوگ بھی لگاتے ہوں گے اور لگاتے ہیں مجھے یقین ہے لیکن جو تندور ہم نے گرم کیا ہے اس کا ذمہ دار کون ہے؟ جنرل ضیاء الحق کے بعد جس طرح ہم انتہا پسندی کی طرف گئے ہیں، ہماری ریاست چیخ رہی ہے، میں آپ کو بتانا چاہتا ہوں میں نے اپنی سیاسی زندگی میں دیکھا ہے کہ چھ، سات یا آٹھ ملک ٹوٹے ہیں، پہلے ہمارا ملک 1971 میں ٹوٹا، سوویت یونین ٹوٹ گیا، چیکوسلواکیہ ٹوٹ گیا، یوگوسلاویہ ٹوٹ گیا، انڈونیشیا سے ایک صوبہ الگ ہوگیا لیکن اگر آپ دیکھیں تو اس میں سے %99.99 ملک اندر سے ٹوٹے ہیں

باہر سے کسی نے نہیں توڑا، اندر سے چٹخ گئے ہیں، ہم اندر سے چٹخ رہے ہیں۔ ہماری ریاست اپنی ریاستی حیثیت کھو رہی ہے، اس کی اجارہ داری نہیں ہے، مقابلے میں دوسرے لوگ آگئے ہیں جو ہماری سرزمین پر تشدد کر سکتے ہیں۔ ٹیکس اکٹھا کرنے میں حکومت اکیلی نہیں ہے، دہشت گرد ٹیکس اکٹھا کر رہے ہیں، ہم لوگوں کو جیلوں میں نہیں رکھ سکتے، سینکڑوں قیدیوں کو وہ آکر چھڑا کر لے جاتے ہیں اور وہ کہاں لے کر جاتے ہیں، ہمارے ملک کے اندر لے جاتے ہیں۔ **جناب والا!** یہ کیا ہو رہا ہے، اگر خلا پیدا ہو گا تو وہ خلا نہیں رہے گا، خلا بھرے گا، دہشت گرد بھریں گے اور خدانخواستہ دہشت گرد کوئی باہر سے آکر نہ بھر دے۔ میں سمجھتا ہوں کہ بہت serious مسئلہ ہے اس کو پارٹی کی سیاست سے اوپر ہو کر دیکھنا چاہیے اور فیصلہ کیا جائے کہ ہم پاکستان کی ریاست کے حمایتی ہیں یا متوازی ریاست کے حمایتی ہیں اس کا فیصلہ کرنا ہو گا۔ **جناب والا!** یہ بڑی خطرناک بات ہے کہ پچھلے کئی سالوں سے main stream parties کے درمیان دہشت گردی کے خلاف ایک consensus تھا بدقسمتی سے ڈرون کے بارے میں مبالغہ آمیز انداز میں بات کر کے اس consensus کو توڑا گیا ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ اس ملک کا بہت بڑا نقصان ہوا ہے دوبارہ اس طرح کا consensus قائم کرنے کی ضرورت ہے۔ میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

جناب قائم مقام چیئرمین: شکریہ، جی عبدالرؤف صاحب۔

سینیٹر عبدالرؤف: شکریہ، جناب چیئرمین! گزشتہ دو تین دن سے ملک میں، بنوں کینٹ کے قریب جو واقعہ ہوا، کراچی میں ہمارے میڈیا کے دوستوں کے ساتھ جو واقعہ ہوا، جو شہادتیں ہوئیں، پنجاب میں خوشحال خان ایکسپریس کی بوگیاں اڑا دی گئیں، وہاں پر کچھ لوگ شہید ہوئے اور آخر میں کل راولپنڈی میں واقعہ ہوا ان سب پر تشویش بھی اور ان تمام واقعات کی پشتونخواہ ملی پارٹی کی حیثیت سے مذمت بھی کرتے ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ جس طرح میرے دوست نے یہ بات کی کہ آج بلوچستان پارلیمنٹ کے ممبران وزیراعلیٰ کی سربراہی میں تمام پارٹیاں جو حکومت میں ہیں یا نہیں ہیں، سارے بلوچستان کی پارٹیاں اسلام آباد میں آئیں اور آپ نے وزیراعلیٰ کے اعزاز میں عصرانہ بھی دیا۔ آپ نے دیکھا کہ ہمارے صوبے میں ارباب ظاہر کو اغوا ہوئے تقریباً تین مہینے پورے ہونے کو ہیں، پہلے دن جب یہ واقعہ ہوا ہم نے point of order پر اٹھ کر، ANP کے دوستوں نے اٹھ کر یہ بات کہی کہ ہمیں جو مسائل درپیش ہیں وہ ایک صوبے کے محدود وسائل کے اندر، صوبے کے law and order کا مسئلہ نہیں ہے، یہ دہشت گردی کا مسئلہ ہے اور جتنے بھی یہاں سے لوگ اغوا ہوئے ہیں چاہے اس میں ہمارے قابل احترام ڈاکٹر صاحبان تھے، انجینیئر تھے، کاروباری لوگ تھے، ڈاکٹر مناف سے لے کر اور بھی قابل ترین ڈاکٹر اغوا ہوئے،

وہ سب فاٹا میں پہنچائے گئے، فاٹا سے ٹیلی فون آیا، کروڑوں روپے ادا کر کے ان کو رہائی ملی ہے اب یہ ان لوگوں کا کاروبار بن چکا ہے۔ ملک میں امن و امان کے حوالے سے، دہشت گردی کے حوالے سے تمام سیاسی جماعتیں متحد ہیں۔ میں آخر میں صرف یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ APC میں تمام پارٹیوں نے مل کر متفقہ طور پر ہماری موجودہ حکومت کو یہ مینڈیٹ دیا کہ وہ دہشت گردوں سے بات چیت کریں، میں بحیثیت ایک شہری کے، ایک سیاسی کارکن کے، میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ اس تسلسل کو آپ hang نہ رکھیں، آپ نے اس کو اٹھائے رکھا ہے اب تک پتا نہیں چل رہا کہ کن سے بات ہو رہی ہے، کب تک بات ہو گی، نہ ایوان بالا، نہ ایوان زیریں کو اعتماد میں لیا گیا ہے، نہ ہمیں معلوم ہے کہ کن سے بات ہو رہی ہے، کیوں نہیں ہو رہی، میں یہ کہنا چاہوں گا کہ یہ بات کب تک لٹکی رہے گی اور کب تک ہمارے لوگ مارے جائیں گے؟ کب تک اغوا برائے تاوان ہوں گے؟ میں اپنے اکابرین سے پھر یہ بات کہنا چاہوں گا اور خصوصاً راجہ صاحب سے میں عرض کروں گا کہ خدارا ارباب ظاہر انتہائی مہذب گھرانے کا ایک فرد ہے، سیاسی کارکن ہے، ANP کا راہنما ہے، ان کے والد ارباب زاہد کی جدوجہد سے کوئی انکار نہیں کر سکتا اگر میں یہ کہوں کہ یہ وہ گھرانہ تھا جہاں پر تمام سیاسی کارکن، اس گھرانہ کے دستر خواں سے، ان محفلوں سے نکل کر سیاسی کارکن بنے ہیں اور بعد میں وہ لوگ مختلف پارٹیوں میں گئے تو یہ بات غلط نہ ہو گی۔ اس لیے ارباب ظاہر جیسی شخصیت کو اگر ہم برآمد نہیں کر سکے تو کیا فائدہ۔ ایک اور بات بھی میں آپ کے نوٹس میں لانا چاہوں گا کہ ان سے جو رابطہ کیا گیا ہے، ان سے جو کروڑوں روپے کا تاوان طلب کیا گیا ہے، ان کی family نے، ان کے قبیلے نے اور ان کی پارٹی نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ یہ تاوان دینے کے لیے وہ تیار نہیں ہیں۔ جب تاوان نہیں ملے گا تو خدا نہ کرے، میرے منہ میں خاک، کہیں ایسا نہ ہو کہ ارباب ظاہر جیسے رہنما کی کل ہمیں dead body ملے اور پھر ہم افسوس کرتے رہیں۔ میں یہ کہنا چاہوں گا کہ ہمارے صاحب اقتدار جو اس ایوان میں بیٹھے ہوئے ہیں، ہمارے وزراء صاحبان بیٹھے ہیں، برائے کرم اپنے تمام وسائل کو بروئے کار لا کر ارباب ظاہر کی رہائی کے لیے کوشش کریں اور اس مذاکرات والے معاملے کو final کریں۔ بات ہو گی یا نہیں ہو گی، اگر اس کو اس طرح لٹکائے رکھا تو میرے خیال میں یہ مزید تباہی کا سبب بنے گا۔ شکریہ۔

جناب قائم مقام چیئرمین: جی کرنل مشہدی صاحب۔

سینیٹر کرنل (ر) سید طاہر حسین مشہدی: شکریہ جناب چیئرمین۔ سب سے پہلے میں اپنی آواز اپنے بلوچستان کے بھائیوں کے ساتھ اور بلوچستان کے آل پارٹیز کے لیڈران جو ادھر آئے ہیں اپنے وزیر اعلیٰ کے ساتھ، متحدہ قومی موومنٹ کی طرف سے یکجہتی کا اظہار کرتا ہوں اور ان

کے مسائل کو ہم support کرتے ہیں۔ بلوچستان کے پختون بھائی یا بلوچ بھائی یہ کبھی نہ سمجھیں کہ وہ اکیلے ہیں۔ پاکستان میں جو بھی right thinking آدمی ہے، انصاف پسند آدمی ہے، وہ ہمیشہ ہمارے بلوچ بھائیوں کے ساتھ ہوگا اور یہ جو kidnapping for ransom کی لعنت پاکستان میں آئی ہوئی ہے اس کے خلاف اقدامات کرنے کی ضرورت ہے اور ارباب صاحب کی جلد از جلد رہائی ہونی چاہیے اور حکومت کو پورا action لینا چاہیے۔ مگر جو اصل حقیقت ہے، آج پاکستان کی عوام، پاکستان کی بہادر فوج، پاکستان کی law enforcing agencies, پاکستان کے journalists, پاکستان کے غریب مزاروں پر جانے والے لوگ، سب نشانے پر ہیں۔ بنوں میں action ہوا جس میں 27 لوگ شہید ہوئے، پنڈی میں 10 کے قریب لوگ شہید ہوئے، اس کے بعد علمائے دین کو کراچی میں مارا گیا۔ ہمارے میڈیا کے تین ساتھیوں کو شہید کیا گیا۔ تین لوگ جو مزار پر گئے تھے ان کے سر کاٹ کر پھینک دیے گئے۔ پھر جو پورے پاکستان میں ہو رہا ہے صرف اس وجہ سے ہو رہا ہے کہ ان کو موقع دیا جا رہا ہے۔ وہ دشمن ہیں اس میں کوئی شک کی بات ہی نہیں ہے۔ دشمنوں نے ہمارے 40000 civilians کو مار دیا ہے اور 10000 کے قریب ہماری بہادر فوج اور دیگر law enforcing agencies کے لوگوں کو شہید کیا ہے۔ اگر ان کو دشمن نہ سمجھا جائے تو کیا کریں اور دشمن کو کبھی chance نہیں دیا جاتا کہ وہ اپنی force recruit کرے اور اپنی forces کو reinforce کرے، ان کی training کروائے، ان کے لیے پیسا جمع کرے۔ اپنی forces کو rearm کرے، ان کو reposition کرے، tactical advantage لے۔ یہ سب کچھ اس وجہ سے ہو رہا ہے کیونکہ آپ نے اپنی فوج کو inaction کیا ہوا ہے۔ اگر آپ کی فوج Constitution کو مان رہی ہے، آپ کا حکم مان رہی ہے تو خدا کے لیے اس کو استعمال کرو، ان کو sitting ducks نہ بناؤ۔ وہ وہاں پر بیٹھے ہوئے ہیں اور ان کو روزانہ شہید کیا جا رہا ہے۔ اگر آپ نے talks کرنی ہے یا walk کرنی ہے یا جو بھی کرنا ہے وہ کریں۔ ہم کو یہ ہی نہیں پتا کہ آپ کس سے talks کر رہے ہیں، کچھ پتا نہیں کیونکہ وہ تو کہتے ہیں کہ ہم تو آپ سے بات ہی نہیں کرتے۔ انہوں نے کل کہا ہے کہ اپنے troops withdraw کرو اور drone attacks ختم کرو پھر ہم آپ سے talks کریں گے۔ Drone attacks آپ کے control میں نہیں ہیں اور اگر آپ نے troops withdraw کر لیے تو اس کا مطلب ہے کہ آپ نے ہار مان لی ہے۔ جب یہ talks نہیں ہونی تو خدا کے لیے کوئی action کریں اور action کرتے ہوئے اگر وہ talks کرتے ہیں تو ضرور کریں مگر ان کو اتنا موقع تو نہ دیں کہ وہ جس کو چاہیں شہید کر دیں، جس کو چاہے وہ ماریں، جیسے مرضی ہو وہ آئیں اور جائیں اور انہوں نے

حکومت پاکستان پر ہتھیار اٹھائے ہوئے ہیں اور وہ ہم کو dictate کریں اور ہماری حکومت ان سے dictation لے۔ یہ کیا ہو رہا ہے؟ اب پاکستان کی عوام تنگ آ گئی ہے۔ اب یہ سیاست کھیلنا بند کر دیں۔ یہ کوئی تماشا تو ہے نہیں یہ تو life and death کی بات ہے، struggle for Pakistan ہے۔ پاکستان کی جنگ ہے اور جب آپ جنگ کی حالت میں ہیں تو جنگ کی حالت میں جائیں۔ حکومت کو ایک order دینا ہے اور وہ ہے seek and destroy the enemies of Pakistan. یہ حکم دیں اور اگر یہ فوج نہیں کرتی تو اس کو disband کر دیں۔ مجھے پوری امید ہے کہ اگر یہ حکم ایک مرتبہ دے دیں تو پاکستان میں دہشت گردی within one month ختم ہو سکتی ہے۔ ہماری فوج میں یہ قابلیت ہے، ہمارے لوگوں میں یہ قابلیت ہے، یہ بڑی دلیر قوم ہے۔ یہ اتنا برداشت کر رہی ہے، اتنی شہادتیں برداشت کر رہی ہے، اتنا ظلم برداشت کر رہی ہے، اتنی bad governance کو برداشت کر رہی ہے، ہر چیز کو برداشت کر رہی ہے مگر کم سے کم یہ ہماری آن، ہماری شان، ہمارے ایمان کا خیال کرے۔ خدا کے لیے کوئی action لیں۔ اب inaction کا وقت نہیں ہے، اب action کا وقت ہے۔ شکریہ جناب چیئرمین۔

Mr. Acting Chairman: Thank you. Yes, Raja *sahib*.

سینیٹر راجہ محمد ظفر الحق: میں صرف دو چیزوں کے بارے میں گزارش کرنا چاہتا ہوں۔ ایک تو جو رضا ربانی صاحب نے فرمایا کہ امریکہ کی کانگریس میں جو Bill pass ہوا ہے اس پر ابھی تک کوئی reaction سامنے نہیں آیا۔ جس میں aid کو مشروط کیا گیا ہے شکیل آفریدی کے سلسلے میں۔ The Foreign Office has been instructed by the Government to issue a statement on this matter with the strongest of words which should represent the feelings of people of Pakistan.

دوسری بات یہ ہے کہ ابھی کہا گیا کہ ان سے یعنی دہشت گردوں سے کوئی dictation لی جا رہی ہے۔ I assure the House and through this House the whole nation that as far as the security and the integrity of Pakistan is concerned, we shall not take any instructions from within or outside against the interests of Pakistan.

Mr. Acting Chairman: Thank you Raja *sahib*. Everybody is talking of action. Action speaks louder than the words. Yes, Hafiz Hamdullah *sahib.*

سینیٹر حافظ حمد اللہ: بات یہ ہے جناب والا! کہ کراچی میں میڈیا کے ساتھ جو کچھ ہوا جمعیت علمائے اسلام اس کی مذمت کرتی ہے لیکن سوال یہ ہے کہ گزشتہ پانچ سال میں نو ہزار افراد لقمہ اجل بنے اور آج بھی لاشیں گر رہی ہیں۔ نہ میڈیا کو اور نہ ہی مذہبی سکالروں کو معاف کیا جاتا ہے۔ مفتی عثمان یار خان، جمعیت علمائے اسلام (س) کے صوبائی جنرل سیکرٹری کو شہید کیا گیا، سیاسی کارکن شہید ہوئے لیکن ہم نے آج تک نہیں سنا کہ کسی مجرم کو گرفتار کر کے سزا دی گئی ہو۔ اجمل پہاڑی جیسا شخص بھی رہا ہو کر ملک سے باہر چلا گیا۔ اس کے پیچھے کون سی قوتیں ہیں کہ قاتل پکڑا نہیں جاتا؟ قاتل کون ہے؟ اس کا مطلب ہے کہ قاتل سرکار اور سرکاری ادارے ہیں یا ان قاتلوں کی سرپرستی سرکار اور سرکاری ادارے کر رہے ہیں۔

جناب قائم مقام چیئرمین: مولانا صاحب، اب تو آپ خود حکومت میں آ گئے ہیں۔

سینیٹر حافظ حمد اللہ: میں کراچی کی بات کر رہا ہوں۔ ہم بنوں اور راولپنڈی جیسے حادثات گیارہ سال سے دیکھ رہے ہیں۔Kamra Air Base, GHQ, Navel Base جیسے واقعات کیوں ہوئے؟ آج تک امریکہ کی زبان کے مطابق کوئی دہشت گرد گرفتار کیا گیا ہے؟ بنوں میں ہونے والا واقعہ اس جگہ پر ہوا جو فوج کے تصرف میں ہے۔ میں آپ کو بلوچستان کی مثال دیتا ہوں، آپ شاید فاٹا یا بنوں نہیں گئے، ہم بلوچستان میں جن غیر فوجی علاقوں سے گزرتے ہیں، وہاں ہر گاڑی اور مرد و عورت کی تلاشی لی جاتی ہے پھر فوجی علاقے میں گاڑی سے blast ہوتا ہے اور forces کے اٹھائیس جوان شہید ہو جاتے ہیں، یہ گاڑی اندر کیسے گئی؟ سب سے پہلے خود اس ادارے سے سوال ہونا چاہیے کہ یہ گاڑی اس چھاؤنی میں کیسے آئی۔

دوسری بات بلوچستان کے بارے میں ہے، آج حکومت اور اپوزیشن نے یہاں احتجاج کیا۔ کیا میں آپ سے سوال کر سکتا ہوں کہ آپ پنجگور میں اپنے گھر پر پاکستان کا جھنڈا لگا سکتے ہیں؟ کیا ڈاکٹر عبدالمالک بلوچ یا حاصل خان بزنجو اپنے گھروں پر پاکستان کا جھنڈا لگا سکتے ہیں؟ اس کا مطلب یہ ہے کہ بلوچستان ہمارے ہاتھ سے نکل رہا ہے۔ پنجگور کی صورتحال مجھ سے زیادہ آپ کے علم میں ہے۔ آج میاں رضا ربانی صاحب اور افراسیاب خان خٹک صاحب نے ریاست کے اندر ریاست کی بات کی۔ ہم طالبان کے بارے میں تو کہتے ہیں کہ انہوں نے ریاست کے اندر ریاست بنائی ہے، آپ ان اداروں کی بات کیوں نہیں کرتے جنہوں نے ریاست کے اندر ریاست بنائی

ہے؟ وزیر اعظم عدالت میں پیش ہو سکتا ہے اور پھانسی پر لٹک سکتا ہے، آپ عدالت جا سکتے ہیں، نیب میں پیش ہو سکتے ہیں، سیاسی صدر وہاں جا سکتا ہے لیکن جن ریاستی اداروں اور فرد کو قوت اور support حاصل ہو، وہ عدالت کی بجائے ہسپتال پہنچ جاتا ہے۔ کیا یہ ریاست کے اندر ریاست نہیں ہے؟ ہم یہاں ایوان میں بات کرتے ہیں کہ ہمیں سچ بولنا چاہیے اور آدھا سچ نہیں پورا سچ بولنا چاہیے لیکن جو دوست اپوزیشن میں بیٹھے ہوئے ہیں، کم از کم وہ تو پورا سچ بولیں کیونکہ وہ تو سرکار میں نہیں ہیں۔ آدھا سچ بولنا سرکار کی عادت ہوتی ہے، اپوزیشن کی عادت ہوتی ہے کہ وہ پورا سچ بولے۔

میں ایک بات خصوصی طور پر راجہ صاحب کے علم میں لانا چاہتا ہوں کہ بلوچستان میں چار جماعتوں نیشنل پارٹی، مسلم لیگ (ن)، پشتونخوا ملی عوامی پارٹی اور مسلم لیگ (ق) کی حکومت ہے لیکن میں کہتا ہوں کہ وہاں ان چار جماعتوں کی نہیں بلکہ IG, FC کی حکومت ہے۔ میرے کارکنوں اور عام شہریوں کے گھروں میں رات ایک بجے FC والے گھس کر چادر اور چار دیواری کا تقدس پامال کرتے ہیں۔ آپ کو پشتون اور بلوچ روایات کا پتا ہے، جناب چیئرمین! اگر آپ رات ایک بجے مسلح ہو کر میرے گھر آئیں تو میں آپ کو shoot کر دوں گا لیکن 25 گاڑیوں میں سینکڑوں FC والے ہمارے گھروں میں آ کر کمروں کے دروازوں کو اکھاڑ دیتے ہیں، کپڑے لے جاتے ہیں، بچیوں اور خواتین کا سونا اور نقدی بھی چوری کر کے لے جاتے ہیں۔ نہ عدالت میں شنوائی ہوتی ہے، وہاں پر سرکار ہے ہی نہیں، شنوائی نہیں ہو سکتی اور نہ ہی یہاں پر پارلیمنٹ میں شنوائی ہوتی ہے۔ میں راجہ صاحب کے توسط سے وزارت داخلہ اور وزیر اعظم صاحب سے درخواست کرتا ہوں کہ خدا کے واسطے اس قسم کے حالات سے ہماری جان چھڑائیں۔

جناب قائم مقام چیئرمین: شکریہ۔

سینیٹر حافظ حمد اللہ: میں یقین سے کہتا ہوں کہ نوجوانوں کو اٹھا کر ان کو آٹھ، آٹھ ماہ تک زیر زمین lock up میں ڈالا جاتا ہے اور جب ان کو نکالا جاتا ہے تو وہ حواس باختہ ہو جاتے ہیں، ان کے دماغ خراب ہو جاتے ہیں اور ان کے اعصاب مفلوج ہو جاتے ہیں۔ یہ آپ کو معلوم ہے اور آپ نے اپنی آنکھوں سے بھی دیکھا ہے۔ جب بلوچستان میں یہ صورتحال ہے تو ہم کیسے خاموش رہ سکتے ہیں؟ اگر ہم ان جرنیلوں اور وردی والوں کے خلاف بات کرتے ہیں تو ہمیں غدار کہا جاتا ہے۔ پھر ہم کیا کریں کیونکہ اس کے علاوہ تو ہمارا کچھ نہیں ہے؟ ہماری زبان کاٹ دیں، ملک بدر کر دیں یا ہمارے لیے خصوصاً بلوچستان کے حوالے سے علاج ڈھونڈیں۔ ارباب ظاہر صاحب کی بات ہوئی، دن گیارہ بجے شہر جس کو چاروں اطراف سے FC نے گھیر رکھا ہے، پٹیل روڈ سے

ارباب ظاہر صاحب کو مسلح لوگ آکر اٹھا کر لے جاتے ہیں۔ تین ماہ ہو چکے ہیں لیکن ارباب ظاہر کا پتا نہیں ہے۔ آپ phone trace نہیں کر سکتے، کیا ہماری intelligence agencies کو پتا نہیں ہے؟ ہم ان کو بجٹ میں سات سو ارب روپے دیتے ہیں، یہ کھانے پینے کے لیے نہیں بلکہ سرحدوں اور اندر کے تحفظ کے لیے دیتے ہیں۔ جب آپ انڈیا اور افغانستان والی سرحد کو محفوظ نہیں رکھ سکتے، طالبان اور فاٹا کو control نہیں کر سکتے اور مجھے بھی امن نہیں دے سکتے، کامرہ، پنڈی، بنوں GHQ اور cantt کو بھی control نہیں کر سکتے تو پھر کیا کر سکتے ہیں؟ اس لیے ہم ادب کے ساتھ کہتے ہیں کہ ہم فوج کے خلاف نہیں ہیں لیکن وہ فوج جو سیاچن اور LOC پر ڈیوٹی دیتی ہے۔ ہم اس ذہنیت اور mind set کے خلاف ہیں جو اپنے آپ کو اس ایوان، عدالت اور عام شہری سے بالا تر سمجھتا ہے۔ لہذا جب تک ہم سب ایک platform پر اکٹھے ہو کر آئین اور جمہوریت کے ذریعے پارلیمان میں رہتے ہوئے اس کا مقابلہ نہیں کریں گے، اس وقت تک ہم آزاد قوم نہیں بن سکتے۔

جناب قائم مقام چیئرمین: شکریہ۔

سینیٹر حافظ حمد اللہ: سوال یہ ہے کہ ہم آزادی کی بات امریکہ سے کریں یا پنڈی سے کریں؟ ہم کس سے آزادی کی بات کریں؟ بلوچستان میں خواتین رو رہی ہیں، قلعہ عبداللہ میں ایک مولوی کے گھر رات کو FC 300 والے جاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہاں پر اسلحے کا container ہے۔ کیا ان کو معلوم نہیں ہے کہ اسلحے کے containers کہاں جاتے ہیں، کہاں کھولے جاتے ہیں اور target killings والوں کے مراکز کہاں ہیں؟ بلوچستان میں جو private militia ہے، ان کو cards کہاں سے ملے ہیں؟ میں اپنے تحفظ کے لیے ایک کلاشنکوف نہیں اٹھا سکتا لیکن ان کے پاس بیس، بیس گاڑیاں rocket launchers سمیت ہیں۔ انہیں کون support کر رہا ہے؟ ان سے فوج، FC اور نہ ہی ہمارے intelligence کے ادارے جواب طلبی کر سکتے ہیں تو پھر اتنا زور آور اور طاقتور کون ہے؟ راجہ صاحب آپ سے دست بستہ گزارش ہے کہ آپ وزیر اعظم صاحب سے کہیں کیونکہ ہم نے بہت کوشش کی لیکن وزیر داخلہ صاحب تو ملتے ہی نہیں۔ میں نے آپ سے بھی کہا تھا کہ وزیر داخلہ صاحب نہیں ملتے تو آپ نے کہا کہ ہم بھی تلاش کر رہے ہیں لیکن وہ نہیں مل رہے۔ پھر ہم کس کے پاس جائیں اور کس سے پوچھیں؟ میں چھ، سات ماہ مسلسل خاموش رہا، آخر انسان پھٹ سکتا ہے لیکن پیٹ پھٹنے کی بجائے منہ پھٹ جائے تو اچھا ہے۔ شکریہ۔

جناب قائم مقام چیئرمین: شکریہ۔ مشاہد اللہ صاحب۔

Point of Personal Explanation

سینیٹر مشاہد اللہ خان: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب چیئرمین صاحب! آپ کا شکریہ۔ جناب! میرا ایک ذاتی مسئلہ ہے، میں اس پر بات کرنا چاہتا ہوں، مجھے تھوڑا سا وقت چاہیے ہو گا۔ میرے بھائی PIA میں کام کرتے ہیں، ان کے حوالے سے بڑی خبریں آئی ہیں، اب کل، پرسوں سے پھر آ رہی ہیں، اس پر اصل حقائق نہیں آئے۔ میں پہلے ان کو ignore کرنا چاہتا تھا کیونکہ اب دوبارہ خبریں آئی ہیں، میں چند باتیں کہوں گا، جو بالکل حقائق ہیں، وہ کوئی بھی check کر سکتا ہے اور media بھی بیٹھا ہوا ہے، میں ان کو بھی exact معلومات دے دیتا ہوں۔ میں دو مسئلوں پر بات کرنا چاہتا ہوں، دو واقعات ہوئے ہیں۔

جناب! ابھی چند مہینے پہلے T.V پر بڑی breaking news آئیں کہ سینیٹر مشاہد اللہ کے بھائیوں کو promote کر دیا گیا ہے۔ وہ promote ضرور ہوئے تھے لیکن اصل کہانی کسی نے نہیں لکھی ہے۔ میرے دو بھائی ہیں، میں بھائیوں کی تعریف نہیں کرنا چاہتا لیکن وہ انتہائی پڑھے لکھے ہیں، ایک retirement پر ہے اور دوسرا کچھ عرصے بعد retire ہو جائے گا۔ ایک نے Master of Public Administration کیا ہوا ہے جب یہ کوئی نہیں کرتا تھا، دوسرے نے تین masters کئے تھے جس زمانے میں لوگ matric کر کے نوکریاں کرتے تھے، وہ ساری چیزیں سمجھتے ہیں۔ یہ ہوا کہ پرویز مشرف کے پورے دور میں ان سے juniors کو ان کا senior بنا دیا، ان کو promotion نہیں دی گئی کیونکہ یہ مشاہد اللہ کے بھائی ہیں، ایک نام ساجد اللہ اور دوسرے کا نام راشد اللہ ہے، ایک اور بھی ہے لیکن اس کا flight services میں اتنا issue نہیں ہے۔ اس کے بعد عوامی حکومت آ گئی تو میں نے احمد مختار صاحب سے کہا کہ یہ ناانصافی ہو رہی ہے، اگر آپ سمجھتے ہیں کہ ناانصافی ہوئی ہے تو اس کو rectify کر دیں، میں نے ایک ہی مرتبہ کہا تھا۔ انہوں نے rectify کرنے کی بجائے الٹ ہی کیا، اللہ انہیں بھی خوش رکھے، خیر اب وہ نہیں ہیں، میں زیادہ بات نہیں کرنا چاہتا۔ ان کا last board January, 2007 میں ہوا تھا، چوبیس لوگوں کا board ہوا، آپ دیکھیں، میں یہ کتنی مضحکہ خیز بات سنانے لگا ہوں۔ چوبیس لوگوں کا board ہوا، ان سے اکیس لوگ promote کر دیے گئے، ان میں ان کے juniors بھی تھے، وہ promote کر دیے گئے۔ ان کے سارے courses complete ہیں، ACRs ٹھیک ہیں، ہر چیز ٹھیک ہے، اس کو کوئی بھی check کر سکتا ہے۔ اکیس لوگ promote ہوئے، دو میرے بھائی اور ایک PIA کی ڈاکٹر راولپنڈی میں Medical Superintendent تھیں، مجھے

نہیں معلوم ہے کہ اس کو بھی promote نہیں کیا گیا، اس کی کوئی وجہ ہو گی۔ یہ اس لیے ہوا کہ یہ میرے بھائی ہیں، ان کو promote نہیں کرنا، باقیوں کو کر دیا گیا۔ اس کے بعد پھر اور promotion ہوئی اور boards ہوئے، اب جب ہماری حکومت آئی تو میرے کہے بغیر اسی base پر کیونکہ ان کا board ہوا تھا، board سے پہلے بہت ساری چیزیں ہوتی ہیں، ان کو promote کر دیا گیا، ایک letter issue ہوا ہے، اکیس کا پہلے ہو چکا تھا۔ انہوں نے کہا کہ مشاہد اللہ نے promotion کرائی ہے، فلاں کر دیا، یہ کر دیا، خدا کا نام لو، کوئی investigation کریں کہ کیا ہوا ہے، کیا نہیں ہوا۔ آج بھی situation یہ ہے اور میرے بے چارے بھائیوں کا جتنا نقصان ہوا ہے، اگر وہ میرے بھائی نہ ہوتے تو وہ دونوں PIA میں director ہوتے، ایک group nine میں ہے، اب promotion کے بعد ہے، دوسرا group eight میں ہے۔ Services یہ ہیں کہ دنیا کا sensitive ترین station Washington DC کا ہے، ایک station manager رہ چکا ہے Birmingham کا رہ چکا ہے، New York کا رہ چکا ہے، ایسی جگھوں پر serve کیا ہوا ہے لیکن انہوں نے انہیں نہیں کیا۔ بہر حال ٹھیک ہے، مجھ سے زیادہ بات نہیں ہوتی۔

جناب! اب آپ latest کارروائی سن لیں، PIA میں ابھی پرانے لوگ بیٹھے ہوئے ہیں، مشرف کے دور کے بھی بیٹھے ہوئے ہیں، دوسرے لوگ بھی بیٹھے ہوئے ہیں اور وہ اپنا اپنا کام وغیرہ دکھاتے رہتے ہیں، میرا بھائیوں کی بات کرنے کو دل نہیں کرتا۔ میرے دونوں بھائی ابھی seniority list کے مطابق foreign posting کے لیے number one ہیں، یہ foreign posting کوئی ایسی بات نہیں ہے، یہ ہر چوتھے مہینے میں مختلف departments کی ہوتی ہے، اس کا ایک طریقہ کار ہے، اس کے لیے courses ہیں، اس کے لیے board clear کرنا پڑتا ہے، interviews ہوتے ہیں، وہ سارا کچھ ہوا ہے۔ دونوں number one ہیں، انہوں نے کہا کہ ہم دونوں بھائیوں کو نہیں بھیجیں گے، ہم ایک کو بھیج دیتے ہیں، میں نے پھر بھی کسی سے نہیں کہا۔ رضا ربانی صاحب! اس سولہ تاریخ کو جو procedure اور طریقہ کار ہوتا ہے، اس کو adopt کرنے کے بعد اس کو release کیا اور وہ اسی دن رات کی flight سے as Country Manager Washington چلا گیا، وہ group nine کا ہے، وہ nine ہی کی post ہے۔ وہاں پر group eight کے بھی لوگ ہیں، اگر group nine کا نہیں ہو گا تو group eight والا officiate کرتا ہے لیکن وہاں پر ایک اور بندہ ہے جو group seven میں ہے جو officiate کر رہا تھا، وہ ان آٹھ کے بجائے کئی مہینوں سے کر رہا ہے۔ وہ ایک بہت بڑے ادارے کے chief کے سگے بہنوئی ہیں، میں وہ کسی وقت بتاؤں گا، میں یہاں پر اس طرح کی باتیں نہیں کرنا چاہتا۔۔۔

Mr. Acting Chairman: Mushahid *sahib*, why are you feeling embarrassment?

آپ کو embarrass ہونے کی کیا ضرورت ہے، یہ تو organization کا کام ہے۔

سینیٹر مشاہد اللہ خان: جناب! آپ میری پوری بات سن تو لیں۔ وہ وہاں پر اچھا officiate کرے گا جب group seven کا آدمی group nine کی جگہ پر ہو گا کیونکہ Country Manager کو بڑے privileges ملتے ہیں۔ یہ سولہ تاریخ Monday کو گیا ہے، ایک آدمی تھا جو اب PIA کا employee نہیں ہے، اس سے فرمائشی طور پر stay order کی درخواست لے کر stay دے دیا۔ میں جو بات بتانا چاہتا ہوں، ٹھیک ہے، عدلیہ ہے، وہ stay دے سکتی ہے، وہ stay دے دے، ہمیں منظور ہے لیکن unilaterally نہ PIA کو سنا، نہ اس کو سنا اور کہا کہ اس کے order suspend کرو اور اس کو واپس بلائیں ورنہ PIA والوں پر توہین عدالت لگائیں گے، PIA والے ڈر گئے۔ انہوں نے اس کو بلا لیا، اس نے وہاں پر تین دن service کی اور آج اس کی پیشی تھی، انہوں نے گیارہ دن بغیر کچھ کئے، وہ جتنا عرصہ چلائیں گے تو اتنا عرصہ وہی officiate کرے گا، ٹھیک ہے۔ یہ صورت حال ہے، میرے حوالے سے کل بھی "DAWN" میں خبر لگی ہوئی تھی کہ انہوں نے کرا دیا ہے، میں challenge کرتا ہوں کہ میں نے پورے PIA میں کسی ایک آدمی سے کہا ہو کہ اس کو لگا دو۔

جناب! میں ایک اور بات بتاؤں، میں ایک سینیٹر ہوں جس پر الزام لگاتے ہیں، میں نے PIA کو بائیس سال serve کیا ہے، انہوں نے ابھی تک میری clearance نہیں دی، میں نے مشرف دور میں ایک مرتبہ احمد سعید سے کہا کہ میرے پیسے تو دیں، اس نے کہا کہ ایک مہینے میں مل جائیں گے، وہ مہینہ آج تک پورا نہیں ہوا۔ میں نے بائیس سال service کی، لوگوں نے ایک سال service کر کے اسی لاکھ روپے لئے، میں نے بائیس سال genuine service کی، مجھے ابھی تک انہوں نے ایک پیسا نہیں دیا۔ میں نے پھر پیپلز پارٹی کے دور میں بھی کوشش کی، میں نے ایک مرتبہ کوشش کی، میں دوسری مرتبہ کوشش نہیں کرتا، میں نے کہا کہ مجھے پیسے دو، انہوں نے کہا کہ ہاں دے دیں گے لیکن نہیں دیے۔ اب میرا دل نہیں کر رہا کیونکہ اپنی حکومت ہے، وہ کہیں گے، اس نے پیسے لے لئے ہیں حالانکہ میرے ذاتی پیسے ہیں، Provident Fund اور جو کچھ ہوتا ہے، وہ ہیں۔ میں اس طرح کا آدمی ہوں لیکن ایک زیادتی ہوئی ہے جس میں Management نے اس لحاظ سے غلط کیا ہے کہ Monday کی شام کو stay order آیا، وہ صبح release ہو گیا، آپ نے اس کی service cancel کر دی، آپ جا کر کوئی stand تو لیں۔ اس طریقے سے یہ چیزیں

چل رہی ہیں، ایک آدمی ہے، وہ کسی کا بہنوئی ہے، اس کو benefit دینے کے لیے میں یہ سمجھتا ہوں کہ ہمارے Management کے دو، تین لوگوں نے اس کا ساتھ دیا ہے تا کہ وہ وہاں پر officiate کرے اور اس بےچارے کو بلالیا جس کی service ختم ہونے میں پونے تین سال رہ گئے ہیں۔ اس کے لیے plea کیا لی ہے کہ اس کے لیے تین سال چاہییں، تین سال کے لیے posting ہوتی ہے کیونکہ اس کے پونے تین سال رہ گئے۔ پونے تین سال بھی اس لیے رہ گئے ہیں کہ انہوں نےاس کی posting میں چھ مہینے لگائے ہیں تا کہ کم ہو جائے، اس سے فرق نہیں پڑتا۔ میں درجنوں مثالیں دے سکتا ہوں کہ جس کی ڈیڑھ سال نوکری رہتی تھی، وہ بھی posting کے لیے گیا ہے۔ میں یہ ساری باتیں بتانا چاہتا تھا کہ میرے حوالے سے جو خبریں چھپتی ہیں، مجھے اس سے تکلیف ہوتی ہے، میں ذرا اور type کا آدمی ہوں۔ میں آپ کو ایک اور بات بتاؤں کہ میں KMC کا Administrator رہا ہوں، میں کوئی چار مہینے رہا ہوں، میں نے وہاں سے salary نہیں لی، میں grade-22 میں Ministry of Manpower Overseas Pakistanis کا Advisor رہا، کوئی جا کر check کرلے کہ میں نے جون 1999 سے لے کر 12 اکتوبر تک salary نہیں لی اور نہ میں نے کوئی درخواست دی ہے کہ مجھے salary دی جائے، میں اس طرح کا آدمی ہوں۔ میں نے PIA سے پیسے نہیں لئے، میں غریب آدمی ہوں جس کا گھر بھی نہیں ہے---

جناب قائم مقام چیئرمین: آپ کہاں سے کھاتے پیتے ہیں؟

سینیٹر مشاہد اللہ خان: اس طرح کھاتے پیتے ہیں کہ آپ جیسے لوگ جس وقت ہوش میں نہیں رہتے، میں ان کا مال اٹھا کر کھا لیتا ہوں، ایسے پیٹ بھر لیتے ہیں۔ میں یہ بتانا چاہ رہا ہوں کہ اس طرح زیادتی ہے، اگر اس حوالے سے میری آواز ان لوگوں تک پہنچ جائے جن کے بہنوئی کو کوئی benefit پہنچانے کی کوشش کی جا رہی ہے، Management کے ان افراد تک پہنچ جائے، جنہوں نے اس کے ساتھ stand کیا اور ایک بندے کے ساتھ ناانصافی کی، اس نے وہاں پر جا کر تین دن نوکری کی، یہ record ہے، اس کو واپس بلالیا ہے۔ اب کیا کریں گے، وہ تاریخیں ڈالیں گے تا کہ اس کا زیادہ سے زیادہ وقت گزر جائے اور اس بہنوئی کی عیش لگی رہے۔ جناب! میں نے یہ ذرا سی عرض کرنی تھی۔

Mr. Acting Chairman: The questions, resolutions, motions under Rule-60, motion under Rule 218, calling attention notices and adjournment motion notices which were received for the current session what have not been taken up in the House

will not lapse and will be carried forward for the next session. I will now read out the prorogation order received by the President;

> "In exercise of the powers conferred by clause 1 of Article 54 of the Constitution of Islamic Republic of Pakistan, I hereby prorogue the Senate session on the conclusion of its business on 20th January, 2014."

Sd/-
(Mamnoon Hussain)
President

[The House was then prorogued sine die]